جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
نیا اسلامی سال
نکاح ایڈیشن
ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
حدیث
تم نکاح کی وجہ سے روزی حاصل کرو
(دیلمی بزار)

محرم ۱۴۲۶ھ
شمارہ نمبر : 16
فروری 2005
فہم قرآن 2
علم حدیث 3
حلال مال 5
پریشانی سے بچنے کا نسخہ 6
مسواک کیسی ہونی چاہیے 8
چھینکنے کے آداب 10
آخری جنتی 11
دل کی تباہ کن بیماری 12
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقویٰ 15
شانِ تربیت 16
ماہانہ بیان کا متن 18
محرم کی بدعات 23
سود کی سزا 25
نکاح کے فوائد و فضائل 26
خواتین کا علم و عمل 30
بچوں کا علم و عمل 32
حدیث
جو میرے نکاح والے طریقے سے ناراض ہو میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

فہرست مضامین
نکاح ایڈیشن
فرنٹ ٹائیٹل
بیک ٹائیٹل
اداریہ
جامعہ کے شب و روز
قرآن پاک میں نکاح کی ترغیب اور فوائد نکاح
فہم قرآن
وجود باری تعالیٰ پر تین واقعے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقویٰ
علم حدیث
انما الاعمال بالنیات سے علماء نے کیا کیا مسائل نکالے
شان تربیت
ایمان کی مجالس
گانے، باجے کا انسان کے دل پر اثر
پریشانی دور کرنے کا آسان نسخہ
پانچ قسم کے مسلمان
حروف مقطعات
سلف صالحین کے اخلاق میں ایک یہ ہے
مسواک کیسی ہونی چاہیے
ایصال ثواب کی ایک آسان صورت
محرم کی بدعات
آخری جنتی
خواتین کی آخرت کی ترقی کا راز
میاں بیوی کے فرائض قرآن و سنت کی روشنی میں
ایک بچی کا قیمتی جواب
احسن المکاتیب

اداریہ

نیا اسلامی سال محرم الحرام اور شادی بیاہ ماہ فروری اور بسنت

از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔اما بعد

ماہ محرم سے (قمری وہجری سن کے اعتبار سے) چودہ سو چھبیسواں سال شروع ہورہا ہے۔عربی سال کا پہلا ماہ محرم الحرام ہے جس کے نام سے ہی احترام سمجھ میں آرہا ہے۔احترام اور چیز ہے سوگ اور افسوس اور چیز ہے۔کوئی ہنستا بستا قابل احترام شخص آجائے تو اس سے افسوس کی بجائے ہنسی خوشی ملتے ہیں۔اسی طرح ماہ محرم ہنستا بستا مہینہ آجاتا ہے ہم اسے سوگ وافسوس کا ماہ سمجھ لیں اور شادی بیاہ کے سلسلے بند کردیں تو یہ ہماری اپنی افسوسناک حالت ہے۔کسی کی وفات پر تین دن تک افسوس ہوتا ہے اور صرف عورت (بیوی) کیلئے شریعت نے جو مدت مقرر کی ہے (۴ ماہ ۱۰ دن) اتنے عرصے میں کسی سے نکاح نہیں کرسکتی اور بیوی کی وفات پر خاوند تین دن سے پہلے بھی شرعاً شادی کرسکتا ہے مگر بہتر یہی ہے کہ کچھ دن ٹھہر کر کرے۔اور گھر میں کسی کی فوتگی ہوجائے تو نکاح وشادی (رخصتی) کرنا اسی دن بھی شرعاً جائز ہے۔جس طرح وفات والے دن ولادتیں بھی ہوجایا کرتی ہیں۔ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ اپنی (اگر موقع ہو) ورنہ بہن، بھائی یا بچوں بچیوں کی شادی کی تاریخیں ماہ محرم کی برکتیں حاصل کرنے کیلئے محرم یا ماہ محرم میں سے کسی دن رکھنی چاہیئے ۔اسی غرض سے ماہنامہ علم وعمل کے محرم (فروری) والے ایڈیشن کو نکاح ایڈیشن کا نام دیا گیا ہے۔اور قرآن وحدیث میں کئی جگہ نکاح کی ترغیب دی گئی ہے اور فضائل بتائے گئے ہیں مثلاً صرف نکاح (رخصتی سمیت مکمل شادی) کو آدھا ایمان قرار دیا گیا ہے۔اور نکاح چھوڑنے یا نہ کرنے کی وعیدیں ذکر کی گئی ہیں ان سب باتوں کی فضیلتیں عام دنوں میں نکاح کرنے سے بھی مل سکتی ہیں مگر ماہ محرم کی برکتوں کو شامل کرلینے سے ایک بہت بڑی رسم توڑنے کا اجر بھی مل سکتا ہے اور ایک بات مزید واضح کرتا چلوں کہ نکاح مسنون ہے جو زندگی بھر میں عموماً ایک مرتبہ ہوتا ہے اس میں بھی ہم رسم ورواج اور بدعات اور اتنے سارے ناجائز کام شامل کرلیں تو اصل سنت کہاں نظر آئیگی اور شادی میں کیا برکت رہے گی جبکہ حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ برکت والی شادی وہ ہے جس میں کم خرچ ہو۔اور مزید ہماری بدنصیبی کی بات ہے کہ ہم بسنت بھی ایسے انداز میں مناتے ہیں جیسے کہ کوئی شرعی فریضہ کا وقت آگیا ہے مثلاً جیسے رمضان کے روزے یا قربانی کا وقت آگیا ہو۔افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ کام ہے بھی ناجائز اور ہم اسے ضروری سمجھ کر کرتے ہیں جس سے دوہرا جرم بن جاتا ہے۔اور بسنت منانے میں کئی بڑے گناہ شامل ہیں:

(۱) فضول خرچی (۲) شوخی نام ونمود اپنی بڑائی (۳) بے پردگی (۴) رقم خرچ ہونے اور بجلی کی بار بار بندش کی وجہ سے حکومت اور عوام کا شدید نقصان (۵) ڈور اور پتنگ وغیرہ لوٹنا مال لوٹنا ہے اور حدیث میں ہے کہ جس نے (کسی کا یا کچھ) لوٹا وہ ہماری (نیک) مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ محرم میں شادیوں کے سلسلے قائم کرنے اور اسکی ترغیب دینے اور بسنت منانے سے بچنے کی توفیق دیں۔آمین ثم آمین

فہم قرآن

وجود باری تعالیٰ پر تین واقعے

شیخ التفسیر والحدیث حضرت
مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
دامت برکاتہم

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس مقام (سورہ بقرہ آیت ۲۶۴) پر تین واقعے نقل کیے ہیں۔

پہلا واقعہ: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ (سورۃ بقرہ کے) اس مقام پر کچھ دہریے رب تعالیٰ کے وجود کے منکر تھے وہ امام صاحب کے پاس آ گئے۔ کہنے لگے کہ ہم خدا کو نہیں مانتے آپ ہمیں بتائیں کہ رب کہاں ہوتا ہے اور (اس کی) کیا شکل وصورت ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ میں تو ایک فکر کر رہا ہوں۔ میرے سامنے ایک درخت ہے اچانک اس کی تختیاں، پھٹے نکلے اور خود بخود اس کی کشتی بن گئی۔ وہ کشتی سمندر یا دریا کے ایک کنارے سے مسافروں کو خود ہی اٹھاتی ہے سامان بھی اٹھاتی ہے اور کشتی کا ملاح بھی کوئی نہیں۔ اس طرف کے مسافروں کو اس طرف لے جاتی ہے اور اس طرف کے مسافروں کو اس طرف لے آتی ہے کرایہ بھی خود ہی وصول کرتی ہے کوئی بندہ نہیں ہے۔ جس وقت یہ بات ہوئی وہ ملحد اور بے دین ٹھٹھے مار کے ہنسنے لگ گئے۔ کہنے لگے ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے کہ آپ امام اعظم اور بڑے علم اور بصیرت والے ہیں۔ ہم نے تو آج تک آپ جیسا بے وقوف شخص کوئی نہیں دیکھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ درخت خود ہی کٹ جائے، خود ہی اس کی تختیاں بن جائیں اور خود ہی کشتی بنے۔ خود ہی یہ کشتی آپ کو ادھر سے ادھر لے جائے اور ادھر سے ادھر لے آئے اور مسافروں کو بٹھائے بھی اور سامان بھی لاد لے اور خود ہی کرایہ وصول کر لے ساتھ کوئی (کرایہ) وصول کرنے والا نہیں یہ بھی کوئی بات ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک کشتی کا بغیر بنانے والے کے بن جانا آپ کی سمجھ میں نہیں آتا اور ایک کشتی کا بغیر چلانے والے کے چلنا سمجھ میں نہیں آتا۔ او ظالمو! یہ آسمان ایسے ہی بن گیا، یہ زمین ایسے ہی پیدا ہو گئی، یہ پہاڑ ایسے ہی بن گئے ہیں کہ کسی نے نہیں بنائے۔ یہ کشتی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ بغیر بنانے والے کے بن جائے اور بغیر چلانے والے کے چلے تو یہ سارا نظام خود ہی کیسے بن گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَاَسْلَمُوْا عَلٰی یَدَیْہِ" تو وہ سب لوگ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔"

فائدہ: سمجھانے کے لئے اگر کوئی کہانی بیان کی جائے تو وہ جائز ہے۔

دوسرا واقعہ: کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کا وجود ہے؟ فرمایا: ہاں وہ صاحب حکمت اور صاحب قدرت ہے ایسے نہیں کہ سب کو دکھائی دے۔ (پھر) فرمایا کہ دیکھو یہ شہتوت ہے۔ شہتوت کے پتے ریشم والے کیڑے کھاتے ہیں تو ان کے جسموں سے ریشم کے دھاگے نکلتے ہیں اور ان ہی پتوں کو شہد کی مکھیاں کھاتی ہیں تو شہد نکلتا ہے تو اگر انہی پتوں کو بکریاں اور گائیں کھائیں تو گوبر اور مینگنیاں نکلتی ہیں، انہی پتوں کو اگر ہرنی کھائے تو کستوری نکلتی ہے۔ پتے وہی ہیں آگے خدا کی قدرت ہے کہ ریشم والے کیڑے کھائیں تو ریشم نکلتا ہے اور اگر وہ شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں جائے تو شہد نکلتا ہے اگر بکریوں کے پیٹ میں جائے تو مینگنیاں بن جائیں اور اگر ہرنی کے پیٹ میں جائے تو وہاں کستوری نکلتی ہے۔

تیسرا واقعہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہے کہ ان سے کسی نے کہا بتائیں کیا خدا ہے؟ فرمایا (ہاں) ہے۔ اس نے کہا کہاں ہے؟ فرمایا خدا ایسے نہیں دکھائی دیتا بلکہ اپنی قدرتوں سے دکھائی دیتا ہے۔ فرمایا ایک قلعہ ہے باہر سے اتنا سفید ہے جیسے چاندی ہوتی ہے

بقیہ صفحہ ۲ پر

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری ومسلم) "سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے"۔ علماء نے اس سے مختلف مسائل نکالے ہیں۔

پہلا مسئلہ یہ نکلا کہ جتنی نیتیں زیادہ ہوں گی اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا مثلاً مستحبات میں سے ایک کام ہے مسجد میں بیٹھنا اس میں ایک نیت اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کی ہوسکتی ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَعَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَدْ زَارَ اللّٰه تعالیٰ کہ جو مسجد میں بیٹھے وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کررہا ہے **دوسری نیت** نماز کا انتظار کرنا۔ قرآن پاک میں وَرَابِطُوْا ہے اس کے معنیٰ یہی کئے گئے ہیں کہ نماز کا انتظار کیا کرو **تیسری نیت** اعتکاف کی کرلے کہ جتنی دیر میں مسجد میں ہوں میرا اعتکاف ہے **چوتھی نیت** کہ میں گناہوں سے بچا رہوں گا **پانچویں نیت** کہ کوئی ذکر کرے گا تو میں سنوں گا **چھٹی نیت** کہ کوئی تلاوت کرے گا تو سنوں گا **ساتویں نیت** بیت اللہ میں بیٹھ کر ذکراللہ کروں گا **آٹھویں نیت** کہ ضرورت کے موقعہ پر کسی کو نیکی کا حکم کروں گا **نویں نیت** کہ کسی کو گناہ کرتے دیکھوں گا تو روک دوں گا **دسویں نیت** کہ ایسا نیک شخص تلاش کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کروں گا **گیارھویں نیت** کہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے حیاء پیدا ہوگی جو گناہوں سے روکتی ہے **بارھویں نیت** کہ مسلمانوں کو سلام کروں گا بشرطیکہ کسی کا حرج نہ ہو۔

دوسرا مسئلہ حدیث سے یہ نکالا گیا کہ اگر دو نکاح اکٹھے ہوئے اور اس نے دوسرے کی بیوی سے غلطی سے ہم بستری کرلی تو گناہ نہ ہوگا۔

تیسرا مسئلہ شربت سمجھ کر شراب پی لی تو گناہ نہ ہوگا

چوتھا مسئلہ سمجھا کہ ہرن ہے گولی ماردی وہ انسان تھا تو آخرت میں گناہ نہ ہوگا۔

پانچواں مسئلہ دین میں نیت اچھی رکھنے کی بہت اہمیت ہے۔

چھٹا مسئلہ خطبہ میں حدیث ذکر کرنا اچھا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث خطبہ میں بیان فرمائی تھی

ساتواں مسئلہ دین کے کام میں دنیا حاصل کرنے کی نیت کرنا برا ہے اسی کو ریاء کہتے ہیں۔

آٹھواں مسئلہ اگر غلطی سے زبان سے کلمہ کفر نکل گیا جس کو سبقت لسانی کہتے ہیں تو کافر نہ ہوگا بعض مالکی حضرات طلاق پر قیاس کرتے ہوئے اس کو کافر کہتے ہیں کیونکہ جھوٹ موٹ طلاق دیدی تو پڑ جاتی ہے ایسے ہی کافر ہو جائے گا ہم جواب دیتے ہیں کہ طلاق کے متعلق حدیث آچکی هَزْلُهُنَّ جِدٌّ کہ طلاق مذاق سے بھی دے تو پڑ جاتی ہے کفر کے بارے میں ایسا نہیں آیا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

محمد سرور عفی عنہ

بقیہ فہم قرآن

اور اندر سے اتنا سرخ جیسے سونا ہوتا ہے۔ اور قلعہ جس وقت پھٹ جائے تو حیوان نکل آتا ہے اور عجیب سی شکل ہوتی ہے اور بولتا بھی ہے اس قلعہ سے مراد انڈہ ہے انڈہ اوپر سے سفید ہوتا ہے اور اس کے اندر سونے جیسی زردی ہوتی ہے اور جس وقت پھٹتا ہے اندر سے چوزہ نکلتا ہے اور چوں چوں کرتا ہے اور بڑی عجیب سی شکل ہوتی ہے۔ خدا کو سمجھنا چاہیں تو بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔

ایمان کی مجالس

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں جب کسی شخص سے ملتے تو فرماتے کہ آؤ ہم اپنے رب پر تھوڑی دیر کیلئے ایمان لے آئیں چنانچہ ایک دن کسی شخص سے یہ بات کہی تو وہ ناراض ہو گیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ابن رواحہ کی طرف نہیں دیکھتے کہ آپ کے ایمان سے اعراض کر کے تھوڑی دیر کے ایمان کی طرف مائل ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم کرے وہ ایسی مجالس پر فخر کرتا ہے جس پر ملائکہ فخر کرتے ہیں۔ (یعنی ایمان کے تذکروں کی مجالس کو)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑتے اور کہتے: آؤ تھوڑی دیر کے لئے ایمان تازہ کریں اس لئے کہ دل پلٹ جانے میں اس ہانڈی سے بھی زیادہ تیز ہے جو تیزی سے اُبل رہی ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ اور لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے اور میں شر اور فتنوں کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا کیونکہ مجھے خوف لاحق رہتا تھا کہ کہیں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

فائدہ: یہ وہ صحابہ کرام ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید میں شہادت دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اعلان فرما دیا ہے لیکن ان کو اگر فکر تھی تو بس دین و ایمان کی فکر تھی کہ کہیں اس دولت عُظمیٰ کو ضرر (نقصان) پہنچ جائے اور ایمان کی بہار اور تازگی میں کوئی فرق نہ آ جائے (یعنی ایمان میں کمی نہ آ جائے)۔

اس لئے اللہ کے مقبولین کا ارشاد ہے

کہ ایمان سب سے بڑی دولت ہے اور اسی وجہ سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ اس زمانے میں اللہ والوں اور خاصان خدا کی صحبت فرض عین ہے اور میں یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ یہ فرض عین ہے کیونکہ یہ ایمان کے بچانے کا واحد ذریعہ ہے اور ایمان کی حفاظت فرض عین ہے

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرماویں۔ اور ہمیں اپنے مقبولین کی صحبت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین ثم آمین

نسخۂ ولایت ..... تعلیم فرمودہ

حضرت اقدس حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم

۱	اہل اللہ کی مصاحبت ---- صحبت
۲	ذکر اللہ کی مداومت ------ ہمیشگی
۳	گناہوں سے محافظت --- حفاظت
۴	اسباب گناہ سے مباعدت -- دوری
۵	اتباع سنت پر استقامت

ان پانچ اصولوں پر عمل کی برکت سے
عطائے نسبت، بقائے نسبت اور
ارتقائے نسبت (اونچی نسبت)
ان شاء اللہ تعالیٰ نصیب ہوگی

حلال مال حاصل کرنے کا بیان

از بہشتی زیور حصہ پنجم
صفحہ ۴۵۲-۴۵۳

حدیث میں ہے کہ حلال مال کا طلب کرنا فرض عین ہے (بعد اور فرض کے) (بیہقی) مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے ان فرضوں کے بعد جو ارکان اسلام میں سے ہیں جیسے نماز، روزہ وغیرہ۔ مگر مال حلال کی طلب فرض تو ہے مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم ہے جو ارکان اسلام ہیں اور یہ فرض اس شخص کے ذمے ہے جو مال کے ضروری خرچ کے لئے محتاج ہو۔ خواہ اپنی ضرورت کو رفع کرنے کو یا اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو رفع کرنے کو اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے مثلاً صاحب جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال مل گیا تو اس کے ذمے یہ فرض نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مال کو حق تعالیٰ نے حاجتوں کے رفع کرنے کیلئے پیدا کیا ہے تا کہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو کیونکہ بغیر کھائے پیئے عبادت نہیں ہو سکتی۔ سو جب ضرورت کے مطابق میسر ہو گیا تو خواہ مخواہ حرص کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہ چاہئے۔ بس جس کے پاس بقدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں بلکہ مال کی حرص خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اس بات کا بہت لحاظ رکھے کہ مال حلال میسر آوے۔ حرام کی طرف مسلمان کی توجہ بالکل نہ ہونی چاہئے اس لئے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے اور ایسا شخص جو کہ حرام خور ہو دین و دنیا میں ذلت اور خدا تعالیٰ کی پھٹکار میں مبتلا رہتا ہے اور بعض جاہلوں کا یہ خیال کہ آج کل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے سراسر غلط ہے اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنے والے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت فرماتے ہیں اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت و عزت سے رہتے ہیں۔ جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے اور جا بجا قرآن و حدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کر سکتا۔ لوگ مال کے باب میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں ناجائز نوکریاں کرتے ہیں، دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں یہ سب حرام ہے اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں۔ جس قدر تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا پھر بدبختی کرنا اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا کونسی عقل کی بات ہے۔ دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ **حدیث** میں ہے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نے نہیں کھایا کوئی کھانا کبھی بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھوں کے عمل سے ہو اور بے شک خدا کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے (بخاری)۔ ایک حدیث آئی ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو وہ حلال نہیں۔ یا ہاتھ کے کمائی کے برابر نہیں۔ بلکہ بعض مال اپنے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر ہو سکتا ہے اور بعض ناواقف سچے خاصان خدا پر جو متوکل ہیں طعن کرتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں جو مذکور ہے کہ ان کو اپنے ہاتھوں سے کمانا چاہئے محض توکل پر بیٹھنا اور نذرانوں سے گزارہ کرنا اچھا نہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ڈرنا چاہئے۔ سخت اندیشہ ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن وطعن سے دونوں جہان میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کر دے۔ بلکہ اولیاء کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور برا خاتمہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ (از علی بہادر صاحب، بنوں)

پریشانی دور کرنے کے آسان نسخہ

مولانا محمد شعیب صاحب
امام مسجد فاطمہ لاہور

بنیادی بات سمجھانے کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں بجائے اس کے کہ بھاگتی پھریں ان عاملوں کے پاس اور کالے علم والوں کے پاس، جادووالوں کے پاس اور اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں، اس سے بہتر ہے کہ جب بھی پریشانی آئے تو اپنے رب کی طرف توجہ کیجئے، نفلیں پڑھ لیجئے رب کریم کے سامنے سر سجدے میں ڈال کر دعائیں کر لیجئے فریاد کر لیجئے، آپ مانگیں گے تو پروردگار عطا فرمادیں گے کیا نہیں دیکھتے کہ ایک بچہ جو اپنی ماں سے کچھ پیسے مانگتا ہے اور ماں اسے کہتی ہے کہ ہر وقت تجھے پیسے مانگنے کی عادت ہے، جا دفع ہو میں تجھے نہیں دیتی، وہ بچہ ضد کر لیتا ہے پھر مانگتا ہے پھر مانگتا ہے پھر ماں پیچھے ہٹاتی ہے، پھر وہ بچہ مانگتا ہے حتیٰ کہ ماں غصے میں آکر تھپڑ بھی لگا دیتی ہے۔ وہ رونا شروع کر دیتا ہے پھر ماں کے قریب آتا ہے، پھر مانگتا ہے، پھر ماں دیکھتی ہے کہ میں نے مارا بھی سہی، روبھی رہا ہے، پھر بھی میرے ہی سینے سے لپٹ رہا ہے، ماں کا غصہ اس کی رحمت میں بدل جاتا ہے اور ماں اس کے کہنے سے بھی زیادہ چیزیں لے کر دیتی ہے۔ یہی معاملہ پروردگار کا ہے اگر کبھی بندے کے اوپر کوئی غم اور مصیبت بھیج دیتا ہے اور بندہ پھر بھی اس کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے اسی کے سامنے فریاد کرتا رہتا ہے تو رب کریم فرماتے ہیں کہ یہ بندہ خوشی میں بھی میرا شکر ادا کرتا تھا اور میں نے غم کے حالات بھیجے پھر بھی میری چوکھٹ پکڑ لی، پھر بھی میرے سامنے سجدہ ریز رہا، یہ میرے سامنے دامن پھیلائے بیٹھا ہے اس نے مجھ سے تار جوڑی ہوئی ہے، یہ اپنا غم کسی کو نہیں کہتا، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں، تنہائیوں میں میرے سامنے روتا ہے، جب یہ کسی اور کو کچھ نہیں بتاتا مجھے ہی بتا رہا ہے تو یاد رکھو کہ میں پروردگار بڑی شان والا ہوں۔ لہٰذا پروردگار اس کی دعاؤں کو قبول کر لیتے ہیں اور غموں کو ہٹا کر اسے خوشیاں عطا کر دیتے ہیں۔ (دسکون قلب)

سبحان اللہ اسی لئے صبر کرنے والے کا ہر آنے والا دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بہتر ہوا کرتا ہے اور بے صبری کرنے والے کا ہر آنے والا دن اس کے گزرے ہوئے دن سے بدتر ہوا کرتا ہے۔

صبر کے متعلق حکیم الامت کے ارشادات

صبر حقیقی کو آسان کرنے کا طریقہ: آنسو بہنا، آہ آہ منہ سے نکلنا خلاف صبر نہیں، بلکہ رو لینے سے صبر حقیقی زیادہ آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دل کا غبار نکل جاتا ہے

کلمات تعزیت

فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال میں حضرت خضر علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی طرح تسلی فرمائی تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہر مصیبت سے تسلی ہے اور ہر فوت ہونے والا کا عوض ہے پس اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو، پورا محروم تو وہی ہے، جو ثواب سے محروم رہے اور مسلمان تو کسی مصیبت میں ثواب سے محروم نہیں رہتا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

حق تعالیٰ شانہ ہمیں پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بسلسلہ تسہیل مضامین معارف القرآن

حُروفِ مُقَطَّعات

شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٓمٓ، الٓرٰ، حٰمٓ اس قسم کے حروف جو سورتوں کے ابتدا میں ذکر کیے جاتے ہیں ان کو "حروف مقطعات" کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ کلمات حروف تہجی کی طرح جدا جدا پڑھے جاتے ہیں۔ اس لیے مقطعات (جدا جدا) کہلاتے ہیں۔ ان کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول خلفاء راشدین، جمہور صحابہ اور تابعین کے نزدیک یہ حروف متشابہات میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ان کی مراد معلوم نہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران:۷) "ان متشابہات کی حقیقت سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں"۔

دوسرا قول بعض علماء کے نزدیک حروف مقطعات ان سورتوں کے نام ہیں جن کے شروع میں یہ مذکور ہیں۔ جو مضامین اس سورت میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں وہ اجمالاً ان حروف مقطعات میں ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری کا (پورا) نام اَلْجَامِعُ الصَّحِيْحُ الْمُسْنَدُ اَحَادِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنُهٗ وَاَيَّامُهٗ کتاب موصوف کے تمام مفصل مضامین کا اجمال ہے۔

تیسرا قول علامہ زمخشری اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں یہ حروف مقطعات حروف تہجی کے اسماء ہیں۔ ظاہر ہے کہ کلام کا مادہ یہی حروف تہجی ہیں انہیں سے مل کر کلام بنتا ہے۔ قرآن کریم کی بعض سورتوں کو ان حروف سے شروع کرنے میں اعجازِ قرآن کی طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن جس کے کلامِ الٰہی ہونے کا تم انکار کرتے ہو وہ انہی حروف سے مرکب ہے جس سے تم اپنے کلام کو بناتے ہو پس اگر یہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام نہیں تو تم اس جیسے کلام کے بنانے سے کیوں عاجز ہو؟

سوال: جب حروف مقطعات کے معنی سربستہ راز ہیں خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں تو پھر قرآن معنی سے خالی ہوا تو اس کے نزول کا کیا فائدہ۔

جواب: نزول قرآن کا فائدہ فہم معانی (معنی کے سمجھنے) میں بند نہیں بلکہ بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ جہاں مکلفین سے فقط ایمان لانا مطلوب ہے۔ اسی طرح حروف مقطعات کے نزول سے مقصود یہ ہے کہ لوگ ان پر ایمان لائیں اور ان کے من جانب اللہ ہونے کا یقین کریں تاکہ بندوں کا کمالِ انقیاد (پورا تابعدار ہونا) ظاہر ہو۔

فائدہ: علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم جیسوں کا حروف مقطعات کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہنا ہرگز اس کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ واقع میں (حقیقت میں) یہ حروف معانی اور حقائق سے خالی ہیں۔ (روح المعانی)

فائدہ ۲: حق تعالیٰ جل شانہ کبھی کبھی اپنے مخصوص بندوں کو حروف مقطعات کے معانی اور اسرار سے بذریعہ الہام مطلع فرما دیتے ہیں اور پھر خواص کو بھی جو علم حاصل ہوتا ہے من جانب اللہ وہ ظن اور وجدان کے درجہ میں ہوتا ہے یقین کے درجے میں نہیں ہوتا۔

(تسہیل و ترتیب: محمد طیب)

قسط 7 مسواک کیسی ہونی چاہیے

پیلو — زیتون — کھجور کی نرم شاخ
کیکر — نیم — کمیر

مولانا محمد طیب الیاس

پیلو: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیلو کی مسواک کا ذخیرہ رکھتا تھا۔ ابو خیرہ صباحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیلو کی لکڑی دیتے ہوئے فرمایا اس کا مسواک کیا کرو۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیلو کا مسواک فرماتے تھے۔ (تلخیص الحبیر)

کا پودے ایسے ہیں جو منہ، دانتوں اور مسوڑھوں کی صحت وصفائی میں مفید ہیں ان میں جو درخت سب سے زیادہ استعمال ہوتا ہے وہ پیلو کا درخت ہے

(نباتات قرآنی اور جدید سائنس ص ۵۷)

پیلو کا عربی نام اَلْاَرَاکُ اور شَجَرَۃُ الْمِسْوَاکُ ہے۔ دانتوں کی صحت وصفائی کے لئے پیلو کے مفید ہونے کی وجہ سے انگریزی زبان میں اس کا نام Toot Bursh Tree رکھا گیا ہے۔

پیلو کا درخت پنجاب، سندھ، شمال مغربی صوبہ سرحد اور ایران کے خشک مقامات پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ریشے نرم ہوتے ہیں۔ اس کے اندر کیلشیم اور فاسفورس پایا جاتا ہے اور ماہرین ارضیات کی جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دماغ کی خوراک اور معاون جہاں اور بہت سی چیزیں ہیں وہاں فاسفورس بھی ہے اور یہ لعاب اور مساموں کے ذریعے دماغ تک پہنچتا ہے اور اس سے دماغ طاقتور اور قوی ہوتا ہے۔

پیلو کی مسواک کے فوائد

(۱) دانتوں کو چمکدار بناتی ہے جس کی خاص وجہ اس کی شاخوں اور جڑوں میں نمک اور ایک خاص قسم کے مادہ کا پایا جانا ہے۔ (۲) دانتوں کو کیڑا لگنے سے محفوظ رکھتی ہے (۳) حافظہ بڑھاتی ہے (۴) مسوڑھوں کو طاقت بخشتی ہے۔ (۵) بلغم خارج کرتی ہے۔ (۶) آنکھوں کی روشنی تیز کرتی ہے۔ (۷) بھوک بڑھاتی ہے۔ (۸) قبض دور کرتی ہے۔ (۹) سانس کو خوشگوار بناتی ہے۔ (۱۰) دانتوں پر جمے لاکھے کو اتارتی ہے۔ (حوالہ بالا ص ۴۲)

پیلو کے مذکورہ بالا فوائد کے پیش نظر امریکہ میں ایک تجارتی کمپنی کا قیام عمل میں آیا ہے جس کا نام پیلو پراڈکٹس (Peelu Prouducts) رکھا گیا ہے۔ یہ کمپنی پیلو سے بنائی گئی دانت صاف کرنے والی دواؤں کی بڑے پیمانے پر تجارت کرتی ہے۔ (حوالہ بالا ص ۴۱)

زیتون: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک درخت زیتون کا مسواک کیا ہی بہترین مسواک ہے جو منہ کو پاکیزہ بناتا ہے بدبو زائل کرتا ہے وہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا مسواک ہے۔ (تلخیص الحبیر)

زیتون کا درخت فلسطین، عرب، ایران اور جنوبی یورپ کے علاقوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی شاخوں سے مسواک بنائی جاتی ہے۔ اس کی مسواک نہایت عمدہ بنتی ہے۔ اس کے ریشے بہت نرم اور مضبوط ہوتے ہیں اور مسوڑھوں کو بالکل تکلیف نہیں دیتے۔

کھجور کی نرم شاخ: علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیلو کا مسواک فرماتے تھے اگر پیلو کا مسواک نہ ملتا تو کھجور کی نرم شاخ کی مسواک فرماتے۔ (تلخیص الحبیر)

کھجور کی نرم شاخ کی مسواک بہت ہی لذیذ اور شیریں ہوتی ہے۔ اس کے ریشے بہت نرم اور ملائم ہوتے ہیں اور زیادہ پائیدار ہوتے ہیں۔

کیکر: مشہور خاردار درخت ہے۔ اس کی چھوٹی

چھوٹی شاخیں دانتوں کو صاف کرنے کے لئے بطور مسواک استعمال کرتے ہیں ۔ اس کی مسواک دانتوں کو صاف کر کے مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے ، دانتوں کو چمکدار بناتی ہے اور منہ سے گندے قسم کے مواد خارج کرتی ہے۔

نیم : مشہور، سدا بہار درخت ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں صوبہ پنجاب میں بکثرت ملتا ہے ۔اس کے تمام اجزاء کڑوے ہوتے ہیں ۔ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ ہمارے علماء نے بیان کیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسواک کسی کڑوے درخت کی شاخ سے ہو ۔ چونکہ نیم کے اجزاء کڑوے ہوتے ہیں اس لئے اس کی مسواک بہت بہتر ہے ۔اس کا کڑواپن منہ کی بدبو، دانتوں کی زردی کو زائل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے دانتوں کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

کنیر : یہ ایک سدا بہار پودا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے:
(۱) سرخ پھولوں والا (۲) سفید پھولوں والا
یہ دونوں عام طور پر باغوں اور پارکوں میں عام پائے جاتے ہیں ۔باغ کے مالیوں سے معلوم کیے جاسکتے ہیں اطباء نے عرصہ دراز سے پائیوریا کے مریضوں کو کنیر کی مسواک استعمال کروائی ہے اور کئی لا علاج مریض اس کے استعمال سے صحت یاب ہوئے ہیں۔

فائدہ : علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ افضل پیلو کی مسواک ہے پھر زیتون کی ۔ اگر یہ دونوں مسواکیں میسر نہ ہوں تو پھر کڑوے درخت کی مسواک مناسب ہے ۔ اور مسواک کی لکڑی ایسی ہونی چاہئے کہ جس کے ریشے نرم ہوں۔
زہریلی لکڑی کی مسواک حرام ہے اور سخت لکڑی جس سے منہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کی مسواک مکروہ ہے ۔ نیز انار، بانس، ریحان، چنبیلی کی لکڑی سے مسواک کرنا مکروہ ہے۔(فضائل مسواک ص ٦٧)
نیز نامعلوم درخت سے مسواک نہ بنانی چاہئے کیونکہ بعض مرتبہ لکڑی کے زہریلے ہونے کی بناء پر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ نیز مسواک کی لکڑی کا صاف، سیدھا اور گرہ دار نہ ہونا بہتر ہے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنن و مستحبات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین

الٰہی مجھے سب سے بیگانہ کردے
پلادے اب اپنا جامِ محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت
بڑا لطف دیتا ہے نامِ محبت
سنبھل کر ذرا تیز گامِ محبت
مقامِ ادب ہے مقامِ محبت
الٰہی عطا ہو بنامِ محبت
کمالِ محبت دوامِ محبت
یہ نظمِ جہاں ہے نظامِ محبت
ہر اک شے میں ہے انضمامِ محبت
نہیں غیر کی طرح میں بندۂ زر
میں ہوں بندۂ پرور غلامِ محبت
وہی آپ کا ہوں غلامِ محبت
کہ مجذوب ہے جس کا نامِ محبت
یہ ہوتا ہے رخصت غلامِ محبت
سلامِ محبت ، سلامِ محبت

از : اُم نور

چھینکنے کے آداب

مولانا محمد نوید خان صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر

مسلمان کے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک حق "تَشْمِیْتُ الْعَاطِس" یعنی چھینکنے والے کے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کے جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے)" کہنا ہے۔ اس "تشمیت" کے لفظ کو "تَسْمِیْت" پڑھنا بھی درست ہے۔ چھینکنے سے متعلق چند آداب ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ چھینکنے والا "الحمد للہ" کہے اور اس کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطَانِ وَالْعُطَاسُ مِنَ الرَّحْمٰنِ" کہ جمائی شیطانی اثرات کی حامل ہوتی ہے اور چھینک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک حصہ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے جمائی سستی کی علامت ہوتی ہے اور یہ سستی شیطانی اثرات کے لئے ہوتی ہے کہ جو انسان کو بھلائی سے، نیک کاموں سے روکتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ زبردستی اس سستی کا مقابلہ کرے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "چھینک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک حصہ ہے" تو اس رحمت کی ایک ظاہری صورت یہ ہے کہ اطباء نے لکھا ہے کہ بعض اوقات انسان کے جسم پر کسی بیماری کا حملہ ہونے والا ہوتا ہے تو چھینک اس حملے کو روک دیتی ہے۔ یہ تو ظاہری رحمت کی ایک صورت ہے ورنہ جو باطنی رحمتیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو "الحمد للہ" کہے۔ (۲) دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جو شخص چھینکنے والے کے پاس بیٹھا ہے اور اس نے چھینکنے والے کی "الحمد للہ" سنی تو اس سننے والے پر شرعاً واجب ہے کہ جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہے۔ اسی کا نام تشمیت ہے۔ (۳) اگر کوئی شخص "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کے ذریعہ جواب نہ دے گا تو اس کو ترک واجب کا گناہ ہوگا بشرطیکہ چھینکنے والے نے "الحمد للہ" کہا ہو۔ (۴) اگر الحمد للہ سننے والے کئی لوگ ہوں تو ایک کا "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہنا بھی کافی ہو جائے گا کیونکہ یہ واجب علی العین نہیں کہ ہر ایک پر جواب دینا ضروری ہو بلکہ واجب علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی نے بھی جواب نہ دیا تو تمام افراد گناہ گار ہوں گے (۵) ترمذی شریف کی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ادب بھی سکھایا کہ اگر ایک مرتبہ چھینک آئے تو جواب دینا واجب ہے، دوسری مرتبہ چھینک آئے تو جواب دینا سنت ہے اور تیسری مرتبہ جواب دینا بھی سنت ہے اور باعث اجر وثواب ہے۔ اس کے بعد جواب نہ تو واجب ہے اور نہ سنت ہے البتہ اگر کوئی شخص جواب دینا چاہے تو جواب دیدے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر بھی ثواب ملے گا۔ (۶) جب "الحمد للہ" کے جواب میں سننے والے نے "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہا تو اب چھینکنے والے کو چاہئے کہ وہ "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ" کہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" کہے تاکہ جب سننے والے نے یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو اب جواب میں چھینکنے والا اس کو یہ دعا دے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے سب کام ٹھیک کردے۔ (تلخیص از اصلاحی خطبات)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام حقوق سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

آخری جنتی

مولانا محمد عمر فاروق صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جنت میں تمام لوگوں کے بعد داخل ہوگا یعنی سب سے پچھلا آدمی اس کی حالت یہ ہوگی کہ ایک قدم چلے گا اور پھر منہ کے بل اوندھا گر پڑے گا اور آگ اس کو تھپیڑے مار رہی ہوگی اس مصیبت اور مشکل سے گرتا پڑتا جب دوزخ کو طے کر چکے گا تو آگ کی طرف رخ کر کے کہے گا: وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں دی گئی پھر اس کے سامنے ایک درخت بلند کیا جائے گا یعنی اسے ایک درخت نظر آئے گا یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب کردے تا کہ میں اس کے سایہ میں آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! شاید میں تیری یہ درخواست قبول کرلوں تو اس کے علاوہ مجھ سے کچھ اور سوال تو نہ کرے گا تو عرض کرے گا: اے پروردگار! نہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے گا کہ اس بات کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا اور اس کا رب اس کو معذور رکھے گا کیونکہ وہ ایسی شے دیکھے گا جس پر صبر کرنا اس کی طاقت سے باہر ہوگا یعنی دوزخ سے نکل کر ایک سایہ دار درخت کو دیکھنا، پس اس کا رب اس کو اس درخت تک پہنچا دے گا، وہ شخص اس کے سایہ سے نفع حاصل کرے گا پھر اس کے سامنے ایک اور درخت بلند کیا جائے گا یعنی ایک اور درخت نظر آئے گا جو پہلے درخت سے زیادہ اچھا ہوگا پس یہ عرض کرے گا اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تا کہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کے سایہ سے نفع حاصل کروں اور میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ اور طلب نہیں کروں گا پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا اور یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اب کچھ نہیں مانگوں گا؟ پھر فرمائے گا اگر میں تجھ کو اس درخت کے قریب کردوں گا تو اس کے بعد اور کچھ تو مجھ سے نہیں مانگے گا سو یہ بندہ پھر خدا سے عہد کرے گا اور وعدہ کرے گا کہ اس خواہش کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کروں گا اور اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کیوں کہ یہ ایسی چیز دیکھے گا جس سے رکنا اس کی طاقت سے باہر ہوگا پس اللہ تعالیٰ اس بندے کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے گا اور یہ اس کے سایہ سے فائدہ حاصل کرے گا اور اس کا پانی پئے گا پھر اس کو ایک اور درخت نظر آئے گا جو دونوں سے زیادہ اچھا اور بہتر ہوگا یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تا کہ میں اس کے سایہ سے نفع حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں اس کے بعد میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے پختہ عہد نہیں کیا تھا کہ اب اس کے سوا کچھ اور طلب نہیں کروں گا؟ اور اس کا رب اسے معذور سمجھے گا کیوں کہ وہ ایسی شے دیکھے گا جس پر وہ صبر نہیں کرسکتا پس اللہ تعالیٰ اس بندے کو تیسرے درخت کے نزدیک پہنچا دے گا پس یہ اس درخت کے نزدیک پہنچے گا تو وہاں اہل جنت کی آوازیں اس کو آنے لگیں گی، پس یہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کردے پس اللہ تعالیٰ فرمائے

گا: تجھے کونسی چیز اس سوال کرنے سے روکے گی یعنی مانگے چلا جاتا ہے اور مانگنے کا سلسلہ ختم نہیں کرتا تو آخر کونسی چیز لے کر اس سلسلے کو ختم کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تو اس بات سے راضی ہو جائے گا کہ میں تجھ کو دنیا کے برابر جنت اور اس کی مثل دیدوں؟ بندہ عرض کرے گا: کیا آپ مجھ سے مذاق اور خوش طبعی کرتے ہیں، حالانکہ آپ رب العالمین ہیں یعنی آپ تو اس قسم کے مذاق اور استہزاء سے پاک ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے ہنسے اور حاضرین سے فرمایا تم مجھ سے دریافت کیوں نہیں کرتے کہ میں کیوں ہنسا، پس حاضرین نے عرض کیا بتائیے آپ کس وجہ سے ہنسے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کو بیان فرمارہے تھے تو آپ بھی یہاں پہنچ کر ہنسے تھے، اور لوگوں نے دریافت کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے ہنسے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے جب کہ اس شخص نے یہ کہا کہ آپ رب العالمین ہو کر مجھ سے خوش طبعی کرتے ہیں، (یعنی جب بندہ یہ الفاظ کہے گا، تو اللہ تعالیٰ ہنسیں گے) اس کے ہنسنے کی وجہ سے میں بھی ہنسا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے اس لیے روایت بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعود بھی ہنسے (اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اس کا راضی ہونا اور خوش ہو جانا ہے) پس اللہ تعالیٰ بندے کے جواب میں فرمائے گا میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میں جو کچھ چاہوں اس پر قادر ہوں (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ میں استہزا اور مذاق کرنے سے پاک ہوں بلکہ جو کچھ کہتا ہوں وہی کروں گا۔

دل کی تباہ کن بیماری تکبر اور متکبر کی عبرتناک سزا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ متکبر قیامت کے دن چیونٹیوں کے مثل ہوں گے ان کو اہل محشر روندتے پھریں گے ۔ آگ ان کو چاروں طرف سے گھیر لے گی دوزخ کے ایک خاص مقام میں ان کو عذاب دیا جائے گا جس کا نام بولس ہو گا ۔ ان پر نہایت تیز آگ جلائی جائے گی اور ان کو دوزخیوں کے زخم سے نکلا ہوا خون پینے کو دیا جائے گا ۔ مراد یہ ہے کہ ان کی نہایت تذلیل کی جائے گی (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کبر اور عظمت میری دو چادریں ہیں جو ان کو مجھ سے چھینتا ہے میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا یعنی یہ دو وصف حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور ہر قسم کی بزرگی اور بڑائی اللہ تعالیٰ ہی کیلئے زیبا ہے (مسلم، ابو داؤد) حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو اہل دوزخ سے مطلع نہ کروں؟ ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالیں گے (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر سے بچو ۔ تکبر ہی وہ گناہ ہے جس نے شیطان کو تباہ کیا ۔ حرص سے بچو ۔ حرص ایسی بری چیز ہے جس نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا ۔ حسد سے بچو کیونکہ حسد ایسی بری چیز ہے جس نے قابیل سے ہابیل کو قتل کروایا (ابن عساکر)

حافظ محمد رمضان خطیب جامع مسجد باغ والی جمبر کلاں

میاں بیوی کے فرائض قرآن و سنت کی روشنی میں

از افادات
حافظ الحدیث حضرت مولانا
عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ

اسلام میں معاشرت سے قطع تعلق کر کے رہبانیت (گوشہ نشینی) اختیار کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اسلام حکم دیتا ہے کہ زندگی کے تمام کاروبار میں حصہ لو اور تمام امور میں اللہ و رسول کے احکام کی پابندی کرو۔ نکاح انسانی تقاضوں میں سے اہم تقاضا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (بخاری) ”نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں“۔ میاں بیوی کا تعلق بھی عجیب تعلق ہے۔ یہ ساری زندگی کے نباہ کا مسئلہ اور اس تعلق پر نسل انسانی کی نشو و نما کا مدار ہے۔ اسلام نے اس (تعلق) کو خوشگوار اور پائیدار بنانے کے لئے کچھ ضابطے اور اصول متعین کیے ہیں۔

خاوند کے ذمہ فرائض

(۱) بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے۔ اس کی ضروریات خوشی، غمی اور اخراجات وغیرہ کا پوری طرح خیال رکھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ (بخاری) ”تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا ہوں“۔

(۲) بیوی کا مہر اور دیگر حقوق اس نے اپنے ذمہ لیے ہیں ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔

(۳) بیوی کو خدا کی بندگی و عبادت کا حکم دیتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا۔ (طٰہٰ:۱۳۲) ”اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی اس پر قائم رہ“۔ بیوی کی نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی نگرانی کرنا اور اسے تلقین کرتے رہنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔

(۴) بیوی کی اصلاح کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ الآیۃ (النساء:۳۴) اگر بیوی نافرمان ہے تو اسے زبان سے سمجھاؤ اور اگر نہ مانے تو بستر الگ کر دو پھر بھی نہ مانے تو ضرورت کے مطابق مار بھی سکتے ہو۔ بہرحال بیوی کی اصلاح بھی خاوند کے ذمہ ہے۔

(۵) بیوی اور دیگر اہل خانہ کو بے حیائی سے روکے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیوث کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ پوچھا گیا: دیوث کون ہے؟ فرمایا جس گھر میں بے حیائی (یعنی بدکاری، بے پردگی، فحاشی، ناچ گانا وغیرہ) کا ارتکاب ہوتا ہو اور وہ خاموشی سے دیکھتا رہے گویا گھر کو بے حیائی کے جملہ کاموں سے پاک رکھنا بھی خاوند کا فرض ہے۔

بیوی کے ذمہ فرائض

قرآن پاک میں ارشاد باری ہے

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (الاحزاب:۳۳)

بقیہ صفحہ ۲۵ پر

احسن المکاتیب

مکاتیب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ بنام حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

مکتوب نمبر ۱۳

حال: موت کا مراقبہ جب احقر کرتا ہے تو ایک اعلیٰ درجہ کی لذت اور خوشی محسوس ہوتی ہے بجائے وحشت کے، پھر جب احقر خاص قیامت کے دن کا تصور کرتا ہے تو سکون سا پچھا جاتا ہے مگر امید پھر بھی غالب رہتی ہے۔ اس حالت کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد عالی ہے؟

ارشاد: بس کرتے رہو!۔

حال: احقر اس بات کے عرض کرنے میں مبالغہ نہیں کرتا کہ احقر کو اب اپنے مولا، محبوب حقیقی سے محبت محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد: مبارک ہو۔

حال: احقر کے لئے دعا فرماویں کہ مولائے کریم اپنا پسندیدہ بنا لیویں۔

ارشاد: دعا کرتا ہوں۔

حال: الحمدللہ جب کوئی ذرا سی غلطی بھی ہو جاتی ہے احقر فوراً توبہ کر لیتا ہے۔

ارشاد: جو کر رہے ہو کرتے جاؤ۔

مکتوب نمبر ۱۴

حال: اخلاق کی اصلاح کے سلسلے میں عرض ہے کہ جو بھی بداخلق اپنے میں نظر آئے احقر فوراً لکھ دیا کرے یا جب تک ایک خلق کی اصلاح نہ ہو جاوے پوری طرح، اس وقت تک دوسرا نہ لکھے؟

ارشاد: ایک ایک کر کے لکھو، جب ایک کی اصلاح ہو جاوے پھر دوسرا لکھو۔

حال: تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی اگر کھلتی ہے تو پھر نیند آ جاتی ہے۔ کیا احقر آٹھ دس نفلیں عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے؟

ارشاد: پڑھ لیا کرو۔

مکتوب نمبر ۱۵

حال: احقر نے یہ ارادہ کیا ہے کہ جن سے زیادہ ملنا جلنا رہا ہے اور کوئی غیبت یا گستاخی گذشتہ زمانہ میں ہوتی رہی ہے ان کو احقر خط لکھے جس کا مضمون یہ ہو کہ گذشتہ زمانہ میں اگر کوئی غیبت یا گستاخی احقر سے ہوگئی ہو یا کوئی اور حق تلفی ہوگئی ہو تو معاف فرماویں۔ حضرت والا کا اس میں کیا ارشاد ہے؟

ارشاد: بہتر ہے۔

حال: رومال جو کندھے پر رکھا جاتا ہے احقر اس کا اہتمام بھی کرے یا نہیں؟

ارشاد: دونوں طرح جائز ہے، ضروری نہیں۔ اس واسطے اہتمام کسی کا بھی نہ کیا جاوے۔

مکتوب نمبر ۱۶

حال: شہوت اب اتنی نہیں ہے جتنی کہ پہلے تھی اور اب ویسے خیالات بھی نہیں آتے۔

ارشاد: نہ شہوت مضر نہ خیالات کا آنا مضر، شہوت کے تقاضے پر عمل مضر اور خیالات کا لانا مضر ہے جو دونوں اختیاری ہیں۔

حال: احقر کی سمجھ میں نہیں آتا کہ احقر میں کون کون سے مرض ہیں۔ مرضوں کے معلوم کرنے کا طریقہ تحریر فرما دیویں۔

ارشاد: کاوش (جستجو) کی ضرورت نہیں جو بلا کاوش معلوم ہو اس کا علاج دریافت کر لیا جاوے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقویٰ

حضرت مولانا محمد مطیع الحق بیابانی صاحب مدظلہ

فاضل دارالعلوم دیوبند

قرآن عزیز نے انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا ہے
یَاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (المومنون:۵۱) ’’اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں‘‘۔
یہ حلال اور پاک روزی کھانے کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے لیکن بلندیٔ شان ملاحظہ ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی بعینہ یہی ارشاد ہے
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرۃ:۱۷۲) ’’اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ‘‘ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حلال کھانے کے معاملے میں کس قدر محتاط تھے اس کے بیان کی تو ضرورت ہی نہیں صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں اس سے اندازہ ہو جائے گا۔ ایک دفعہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات آرام نہ فرمایا اور بستر مبارک پر کروٹیں لیتے رہے۔ امہات المومنین میں سے کسی نے عرض کیا: حضور! کیا بات ہے آج نیند نہیں آئی؟ ارشاد فرمایا: گھر میں ایک کھجور پڑی ہوئی تھی میں نے اٹھا کر کھالی۔ اب فکر اس بات کا ہو رہا ہے کہ کہیں وہ کھجور صدقہ کی نہ ہو اس وجہ سے اس قدر بے چینی ہے (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو اور وہ ناجائز چیز کھائے یہ ناممکن ہے۔ خدائے قدوس خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حال میں محافظ ہے۔ ارشاد ہے فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا (الطور:۴۸) ’’اے حبیب! آپ (ہر وقت) ہماری نگرانی میں رہتے ہیں‘‘۔ یقیناً وہ کھجور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ملک اور حلال ہوگی لیکن چونکہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار رحمت میں غرباء و مساکین کو تقسیم کرنے کے لئے صدقہ کا مال بھی آتا تھا اس لئے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا اور اس شبہ نے تمام رات بے چین رکھا۔ یہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم آقا کا حال ہے کہ محض ایک معمولی شک کی وجہ سے کروٹیں بدل بدل کر صبح کی۔ اب ذرا سچے دل سے غلامی کرنے والے حضرات (یعنی صحابہ کرام) کا تقویٰ ملاحظہ ہو:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کپڑے کے تاجر تھے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حسب معمول کپڑے کندھے پر ڈال کر فروخت کرنے کے لئے بازار جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر بیت المال سے ایک معمولی وظیفہ لینا منظور کیا کہ آپ کی تجارت سے امور خلافت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ میٹھی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے۔ فرمایا: میرے پاس تو گنجائش نہیں عرض کیا میں اپنے روز کے اخراجات میں سے تھوڑا تھوڑا بچا کر میٹھی چیز کے لئے پیسے جمع کرلوں گی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ اہلیہ صاحبہ نے تھوڑا تھوڑا بچا کر کئی روز میں کچھ پیسے جمع کر لئے۔ امیر المومنین کو علم ہوا تو فرمایا: کہ اس تمہاری کفایت سے یہ معلوم ہوا کہ ہم کو جس قدر وظیفہ بیت المال سے ملتا ہے (ہم) اس سے کم میں گزارہ کر سکتے ہیں لہٰذا یہ مقدار جو تم نے روز بچائی ہے ہماری ضرورت سے زائد ہے اس لئے وہ جمع کئے ہوئے پیسے بیت المال میں جمع کرا دیئے اور آئندہ کے لئے پیسوں کی اتنی مقدار وظیفہ سے کم کرا دی۔ (فتح القدیر)

ایک دفعہ ایک غلام نے زمانہ جاہلیت میں کفار کو کہانت (غیب کی بات) کی کوئی بات بتائی وہ اتفاقاً صحیح ہوگئی اور انہوں نے غلام کو کچھ انعام دیا اس نے وہ انعام اپنی مقررہ رقم میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔ آپ نے اس کو کھانے پینے میں خرچ کر لیا معلوم ہونے پر آپ کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ انگلی ڈال کر سب کچھ قے کر دیا اور

بقیہ صفحہ ۲۰ پر

قسط ۹

شان تربیت

حالات و کمالات حضرت مخدوم الملت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ

بقلم حضرت اقدس مولانا
صوفی محمد سرور
صاحب دامت برکاتہم

ویسے تو گذشتہ تینوں عنوانوں کے واقعات اور ملفوظات عالیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شان تربیت کو واضح کرتے ہیں کیونکہ حب شیخ، تواضع اور فکر آخرت اصلاح باطن کی بنیادی چیزیں ہیں۔ تاہم کچھ متفرق واقعات وارشادات اس عنوان میں ذکر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت کی شان تربیت تسلی، شفقت ورحمت اور تیسیر سالکین سے لبریز تھی۔ کوئی کتنا ہی پریشان حال ہوتا، دنیاوی پریشانیوں میں مبتلا ہوتا یا دینی مشکلات درپیش ہوتیں، ایسی تسلی فرماتے تھے کہ گویا پریشانی کو ہاتھ سے پکڑ کر دل سے خارج فرما دیتے تھے۔ بعض دفعہ مصیبت زدہ سے فرماتے تم مصیبت کو تو دیکھتے ہو یہ نہیں دیکھتے کہ اس پر ثواب کتنا ہے؟ جتنی مصیبت بڑی ہے اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہے۔ تقلیل طعام وغیرہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ بدن سرکاری مشین ہے، اسکا خیال رکھنا ضروری ہے۔ حدیث پاک اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری) کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا کہ خود بھی تو مسلم ہے اپنے ہاتھ سے اپنے آپکو تکلیف پہنچانے کا کام بھی نہ کرنا چاہیے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر وقت توجہ الی اللہ ہی میں اور ذکر وغیرہ ہی میں لگے رہتے تھے ایسے مشغول رہتے تھے کہ ہم ایک دن بھی ایسے نہیں گزار سکتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز دس پارے پڑھ لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کبھی توفیق نہیں ہوئی کہ میری رمضان المبارک کی عبادت غیر رمضان سے بڑھ جائے۔ یہ مقولہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نقل فرما کر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کا تو ہمیشہ رمضان ہی رہتا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل فرمایا کہ انتیس شعبان کی شام کو خانقاہ میں حوض پر ٹہل رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ انوار محسوس ہو رہے ہیں، امید ہے کہ چاند ہو جائیگا۔ چنانچہ ہو گیا فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشغولیوں کو دیکھ کر کوئی شخص ہرگز نہیں یقین کر سکتا تھا کہ اس شخص کی کوئی تصنیف بھی ہوگی، اتنے مشغول رہتے تھے۔ بعض دفعہ فرمایا غالباً خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں بعض مضامین تو ایسے ہیں کہ دانتوں کو بھی پسینہ آ جاوے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ پنجابیوں کی خانقاہ میں کثرت دیکھ کر حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹہل رہے تھے اور یہ مصرع پڑھ رہے تھے میرے محبوب کو پنجابیوں نے لوٹ لیا۔ احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ مصرع سن کر اور سمندری کے علاقے کے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خادموں کو دیکھ کر احقر بعض دفعہ تنہائی میں یوں پڑھا کرتا تھا میرے محبوب کو ان بحریوں نے لوٹ لیا۔ بحریوں سے مراد سمندری والے ہیں کیونکہ سمندر اور بحر کے ایک ہی معنی ہیں۔ یہ سمندری والے حضرات حضرت چودھری روشن علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سید رشید احمد صاحب اور انکے بھائی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ تھے۔ جناب کرنل طور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے دو چھوٹے بھائی تھے۔ دو ماسٹر صاحبان بھی سمندری سے تشریف لایا کرتے تھے، یہ سب حضرات سمندری کے علاقہ کے تھے۔

گانے، باجے کا انسان کے دل پر اثر

حافظ عبدالغفور
متعلم درجہ سادسہ
جامعہ اشرفیہ لاہور

ت یقینی ہے کہ گانا اور موسیقی بخاشی اور غلط کاموں کی
ف لے جاتے ہیں۔ اور یہ دونوں شیطان کے عظیم
یار ہیں۔ جن سے وہ انسانوں پر وار کرتا ہے۔ اس لئے
گانے اور موسیقی کی کوئی مجلس شراب، بدکاری سے خالی
ں ہوتی اسی لئے شریعت مطہرہ میں ان سے منع کیا گیا
۔ علماء نے گانے کی بدولت دل پر ہونے والے اثرات
ا کیے ہیں۔ اس سلسلے میں علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی
ب تلبیس ابلیس میں فرماتے ہیں کہ گانے کا سننا
زوں کو لاتا ہے (۱) دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا
۔ (۲) گانے کا سننا فوری لذت کی طرف لے جاتا
۔ جس کی بدولت انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے
بچین ہو جاتا ہے۔ (جبکہ خواہشات کی تکمیل کا حل نکاح
) جب انسان غیر شادی شدہ ہو تو وہ زنا پر مجبور ہو جاتا
۔ معلوم ہوا کہ گانا، باجہ کی بدولت انسان زنا تک پہنچ جاتا
جو کہ نفسانی لذتوں میں سے بڑی لذت ہے۔ اسی وجہ
کہا جاتا ہے "اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا" گانا زنا کا منتر ہے"۔ امام
ںالدین ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الکلام علی
ئلۃ السماع ص۱۱۵ پر یہ حدیث "وَلٰکِنْ نُهِيتُ عَنْ
تَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ" نقل فرمائی ہے یعنی "دو احمق اور
آوازوں سے منع کیا گیا ہے" علامہ فرماتے ہیں کہ پہلی
ز سے مراد وہ آواز ہے جو خوشی کے وقت گانا وغیرہ سے
ہو۔ اور دوسری وہ آواز ہے جو غم اور مصیبت کے وقت
نے اور آہ و بکا سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں آوازیں
سے نکلتی ہیں تو دل میں شیطانی وساوس پیدا ہوتے ہیں

اور یہ دونوں حالتیں ایسی ہوتی ہیں جس میں انسان کچھ بھی کر سکتا ہے۔ یوں شیطان اپنے مقصد کو خدا کی نافرمانی کروا کر حاصل کر لیتا ہے۔

اسی لیے شریعت نے دونوں آوازوں سے منع کیا۔ جس کی بدولت انسان اپنے دل اور ایمان کی حفاظت کر لیتا ہے کہ شیطان اس کے قریب نہیں آتا اور مصیبت کے وقت صبر اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور نعمت کے وقت شکر اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی کی بدولت نعمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا مصیبت کو ختم کر دیتا ہے یا ہلکا کر دیتا ہے۔ یوں شیطان اور اس کا گروہنا کام ہو کر رہ جاتا ہے یہ ہیں وہ دو آوازیں جنہیں شریعت نے صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ کہہ کر منع فرمایا۔ لہٰذا چاہیے کہ ہم ان دونوں آوازوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ فرمائے (آمین)

گانے کے مفاسد: (۱) دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ (۲) امت کی پستی کا سبب ہے۔ (۳) عبادات میں لذت باقی نہیں رہتی۔ (۴) گانا سننا نبی علیہ السلام کی مخالفت کرنا ہے۔ (۵) ایسی مجالس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (۶) شیطان کی مصاحبت و موافقت ہوتی ہے۔

نوٹ: ساز، باجا اور گانے کا سننا حرام اور سخت گناہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ۔ (الی قولہ تعالیٰ)۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدہ:۵۴)

صدق اللّٰہ العظیم

یہ بیان حضرت والا نے جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور میں بروز اتوار ۵ دسمبر ۲۰۰۴ کو ماہانہ بیان کے سلسلے میں ارشاد فرمایا

اس آیت میں حق تعالیٰ نے مومنین کاملین کی صفات بیان فرمائی ہیں اس لئے ہمیں یہ چاہیے کہ ہم میں جو کمی ہو وہ کمی پوری کریں اور یہ صفات جو اس آیت میں ہیں اس کو اپنے اندر جمع کریں۔ عمل کے لحاظ سے اہل اسلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ اس آیت میں ان پانچوں میں سے جو سب سے اونچی قسم ہے اس کے حالات اور صفات اور کمالات کا ذکر ہے۔

پہلی قسم کے مسلمان

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے کہ جو عمل کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، کوئی فکر ہی نہیں، دن رات کھانے پینے میں، بھاگنے دوڑنے میں، ناچ گانے، الٹے سیدھے کاموں میں لگے رہتے ہیں، فکر ہی نہیں ہے کہ مرنا بھی ہے، قبر میں جانا بھی ہے، قیامت میں اٹھنا بھی ہے، حساب کتاب بھی دینا ہے، جنت دوزخ سے بھی معاملہ پڑے گا۔ جیسے کافروں کو آخرت سے غفلت ہوتی ہے ایسے ہی بہت سے مسلمانوں کو بھی آخرت سے انتہائی غفلت ہوتی ہے اور تقریباً ۸۰ فیصد مسلمان ایسے ہی ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے، ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ کوئی فکر ہی نہیں۔ صبح ناشتہ کر کے دفتر چلے گئے، دوپہر کو آگئے، کھانا کھا لیا، آرام کر لیا پھر ٹی وی دیکھتے رہے۔ ایک قسم تو ان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری قسم کے مسلمان

دوسری قسم (کے مسلمان) نیک عمل کرتے ہیں لیکن دکھاوے کے لئے۔ یہ بھی پہلی قسم جیسے ہی ہیں۔ بظاہر نیک کام کر رہے ہیں لیکن دکھاوے کی وجہ سے ذرہ برابر ثواب نہیں مل رہا۔

از بروں چوں گور کافر پر حلل
واندروں قہر خدائے عز وجل
از بروں طعنہ زنی بر بایزید
از درونت ننگ مے دارد یزید

یہ حال ہے بظاہر نیک کام کر رہے ہیں لیکن نیت دکھاوے کی ہونے کی وجہ سے ذرہ برابر ثواب نہیں مل رہا۔ ساری عمر محنت بھی کریں پھر بھی خالی کے خالی ہاتھ قبر میں چلے جائیں۔ بتایئے! کتنے افسوس کی بات ہے؟ ان کی حالت نہایت افسوس ناک ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ ساری رات چلتا رہے، صبح پہنچے تو دیکھا کہ جہاں سے چلا وہیں پر کھڑا ہوں۔ ساری عمر نیکی کرتے رہے لیکن نیت خراب ہونے کی وجہ سے ذرہ برابر ثواب نہیں ہوا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عزیز کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ فوج میں تھے چھٹی پر گھر آئے ہوئے تھے، چھٹی ختم ہوگئی اب رات کو سفر کیلئے تیار ہو گئے، سفر وہاں کا فی پیدل کرنا تھا۔ اتفاق سے وہ رات آندھی والی تھی۔ اندھیرا ہی اندھیرا آندھی ہی آندھی۔ رشتہ داروں نے بہت منع کیا کہ رات اندھیری ہے، پیدل سفر ہے

آپ سفر نہ کریں۔انہوں نے کہا کہ نہیں! میں تو ملازم ہوں۔صبح ڈیوٹی پر پہنچنا ہے۔میں ٹھہر نہیں سکتا، میں سفر کروں گا۔چنانچہ رات ساری انہوں نے پیدل سفر کیا جنگل کے اندر، صحراء کے اندر۔ساری رات سفر کرنے کے بعد جب صبح فجر کا وقت ہوا تو سوچا کہ اب کہیں فجر کی نماز تو پڑھ لوں۔ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ یہاں تو بڑی شاندار مسجد ہے جیسی ہماری مسجد ہے یہ تو ویسی ہی مسجد ہے آگے ہوئے تو دیکھا کہ اس میں تو درخت بھی لگا ہوا ہے جیسی ہماری مسجد کے درمیان میں درخت ہے۔کچھ اور آگے گئے تو ان کے رشتہ دار نماز پڑھنے آ گئے، گویا چلتے چلتے کہیں ایسے چکر میں آ گئے کہ الٹے گھر کی طرف واپس۔ساری رات سفر بھی کیا لیکن صبح کے وقت وہیں کے وہیں کھڑے ہیں جہاں سے چلے تھے۔یہی حالت اس شخص کی ہے جو ہر کام دکھاوے کے لئے کرتا ہے کہ لوگ مجھے بڑا سمجھیں، لوگ مجھے بزرگ سمجھیں، لوگ مجھے نیک سمجھیں، لوگ مجھے نمازی سمجھیں، بس یہ نیتیں ہیں۔ہر ہر کام میں یہ نیت ہے کبھی دل کو پاک صاف کیا ہی نہیں کبھی سوچا ہی نہیں کہ میری نیت خراب ہے۔کتنے افسوس کی بات ہے کہ رات ساری سفر کیا۔یہاں تو زندگی بھر عمل کیا لیکن وہیں ہیں جہاں سے چلے تھے، کوئی ثواب آخرت میں نہیں ہے۔(سنن ابوداؤد کی) حدیث شریف میں صراحۃً آتا ہے کہ تین آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جائیں گے سخی، عالم، شہید۔حق تعالیٰ شہید سے فرمائیں گے کہ ہماری نعمتیں کہاں خرچ کیں؟ (وہ جواب میں کہے گا) یا اللہ! میں ساری زندگی جہاد میں مشغول رہا حتیٰ کہ جان بھی دے دی، حق تعالیٰ جو دل کی بات جانتے ہیں، ان کو کون دھوکہ دے سکتا ہے؟ انسان کو آپ دھوکہ دے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا۔وہ تو دل کی بات جانتے ہیں۔(پھر حق تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ) لَا بَلْ لِیُقَالَ اِنَّکَ جَرِیْءٌ ...... جھوٹ بولتا ہے کہ میری رضا کے لئے تو نے لڑائی میں حصہ لیا غلط!....... بلکہ صرف اس لئے لڑائی میں حصہ لیا کہ لوگ کہیں کہ بڑا بہادر ہے فَقَدْ قِیْلَ..... وہ تو کہہ دیا گیا، (چنانچہ اس کو دوزخ میں (داخل کردیا جائے گا)۔(حق تعالیٰ پھر سخی سے پوچھیں گے) سخی! ہمارا مال کہاں خرچ کیا؟ وہ کہے گا جہاں میں نیک کام سمجھتا تھا وہاں خرچ کرتا تھا۔(حق تعالیٰ فرمائیں گے) لَا بَلْ لِیُقَالَ اِنَّکَ جَوَّادٌ.... کہ تو نے صرف اس لئے کیا کہ لوگ کہیں کہ بڑا سخی ہے۔فَقَدْ قِیْلَ..... وہ تو کہہ دیا گیا۔وہ بھی دوزخ میں۔عالم یا قاری (سے پوچھیں گے) کہ ہماری نعمتیں کہاں خرچ کیں؟ کہے گا کہ یا اللہ! میں ساری عمر پڑھتا پڑھاتا رہا۔فرمائیں گے لَا بَلْ لِیُقَالَ اِنَّکَ قَارِیٌٔ عَالِمٌ (دو لفظ حدیث میں آتے ہیں ایک جگہ پر قاریٌ کا لفظ ہے اور دوسری جگہ عالم کا لفظ ہے) کہ لوگ کہیں کہ بڑا عالم ہے لوگ کہیں کہ بڑا قاری ہے فَقَدْ قِیْلَ..... وہ تو کہا جا چکا۔بتایئے! حدیث شریف کا فیصلہ ہے کہ تینوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔بتایئے! دکھاوے کا کوئی فائدہ ہوا، دکھاوے کی وجہ سے سارا عمل غرق ہو گیا، برباد ہو گیا۔اس لئے ہمیشہ ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرے۔خود نیت اپنے اختیار سے رضا کی کرے پھر غیر اختیاری ہزار خیال بھی آتے رہیں کہ تو دکھاوا کر رہا ہے وہ معاف ہے۔اس کے علاج کے طور پر میں اپنے احباب کو بتایا کرتا ہوں کہ وساوس اگر زیادہ آتے ہیں تو ایک انگلی کے دبانے میں نیت کر لو کہ یا اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے یہ نیک کام کر رہا ہوں۔جب شبہ ہوا، جب وسوسہ آیا تو انگلی دبا لو۔گویا آپ نے کہہ دیا کہ یا اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے یہ نیک کام کر رہا ہوں۔بس تسلی ہو جائے

گی، نیک کام کرتے رہیں، کام میں خلل نہ ڈالیں۔ شبہ دور ہوگیا، وسوسہ جو ریا کا تھا وہ ختم ہوگیا، یہ آسان علاج ہے۔ تو بہر حال دکھاوے کے لئے عمل کرنا یہ نہایت مضر ہے کیونکہ عمل اس سے ضائع ہوجاتا ہے۔ یہ دوسری قسم ہوگئی کہ عمل تو کیا لیکن دکھاوے کے لئے اس کا بھی فائدہ نہیں، یہ نہ کرنے کی طرح ہے۔

تیسری قسم کے مسلمان

تیسری قسم اہلِ اسلام میں سے ان لوگوں کی ہے کہ اخلاص سے عمل کرتے ہیں لیکن صرف ظاہری اعمال کرتے ہیں، قلب کی اصلاح کی فکر نہیں۔ ظاہری اعمال اخلاص سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی کرتے ہیں۔ نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے ظاہری اعمال کرتے ہیں لیکن اعمال باطنہ (مثلاً) حق تعالیٰ کی محبت ہے، حق تعالیٰ پر توکل ہے، رضا بر قضا ہے، تواضع ہے، شکر ہے، خوف ہے، امید ہے، فکرِ آخرت ہے یہ اچھے اخلاق ہیں ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں۔ تکبر سے بچنا ہے، حسد سے بچنا ہے، ریا سے بچنا ہے، کینہ سے بچنا ہے، حبِ مال سے بچنا ہے، حبِ جاہ سے بچنا، بخل سے بچنا ہے یہ بُرے اخلاق سے بچنا ہے۔ یہی دو چیزیں ہوتی ہیں اخلاق میں۔ اچھے اخلاق کی مضبوطی اور بُرے اخلاق سے بچنا۔ اس کی طرف توجہ نہیں لیکن ظاہری اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی کرتے ہیں۔

ان حضرات کی ترقی دین میں ہو تو رہی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھ تو رہے ہیں، قرب تو حاصل کر رہے ہیں لیکن بہت چھوٹی رفتار سے، آہستگی سے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی مال گاڑی کا ڈبہ ہوتا ہے بعض دفعہ دس بارہ مزدور ملکر اس کو تھوڑی دور لے جاتے ہیں، چلتا تو ہے لیکن بہت تھوڑی رفتار کے ساتھ، ایک گھنٹہ بھی دھکا دیتے رہیں گے تو شاید آدھا میل چلا جائے تو جو صرف ظاہری اعمال کرتے ہیں اور باطنی اعمال کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے مال گاڑی کے ڈبہ کو مزدور دھکا لگا کر چلائیں۔ جب پٹڑی پر ہے تو چلے گا ضرور، لیکن بہت آہستہ چلے گا۔ اس طرح صرف ظاہری اعمال والے اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتے تو ہیں لیکن بہت آہستہ کرتے ہیں، بہت تھوڑی کرتے ہیں۔ جاری ہے۔

بقیہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تقویٰ

جب تک یہ یقین نہ ہوگیا کہ اس قسم کی چیز کا کوئی ذرہ پیٹ میں نہیں رہا آپ قے کرتے رہے۔ (بخاری شریف)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دودھ صدقے کی اونٹنی کا تھا معلوم ہوتے ہی فوراً قے کر کے سارا دودھ نکال دیا۔ (موطا امام مالک)

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پاکیزہ زندگی میں اس قسم کے ہزارہا واقعات ہیں کہ حرام تو حرام ہمیشہ مشتبہ چیز کے کھانے سے بھی مکمل پرہیز کرتے رہے اور اگر کھانے کے بعد ذرا شک بھی ہوگیا فوراً اس کو نکالنے کے لئے پورا زور لگا دیا کہ کہیں یہ ناجائز غذا بدن کا حصہ نہ بن جائے اور دل کی سیاہی اور خدا کے دربار میں رسوائی کا سبب بن جائے۔ لیکن ہم ان حضرات کی غلامی اور اتباع کا دعویٰ کرنے والے اپنی حالت پر غور کریں کہ حرام و حلال کی تمیز اٹھ گئی، رشوت، سود، چوری سب کچھ حلال، یتیموں کا مال، بیواؤں کا حق، غریبوں کا حصہ، صدقہ، خیرات، فطرہ، زکوٰۃ سب کچھ ہضم کر گئے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ آمین

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے

مولانا محمد شعیب صاحب
امام مسجد فاطمہ لاہور

سلف صالحین حکام کے ظلم پر صبر کرتے اور یقین کرتے ہیں کہ جس سزا کے ہم اپنے گناہوں کے سبب مستحق ہیں یہ اس سے کم ہی ہے۔

صالح المری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب لوگوں کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو تو جس طرح کی بھی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں اس سے تعجب نہ کریں

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی ظالم بادشاہ کے ساتھ مبتلا ہو جاؤ جس کے سبب تمہارے دین میں رخنہ پڑ جائے تو تم اپنے اور بادشاہ کے لیے کثرت سے استغفار کر کے رخنہ میں پیوند لگاؤ۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: بادشاہوں کا دل میرے ہاتھ میں ہے، جو شخص میری اطاعت کرے گا اس پر بادشاہ کو رحمت بناؤں گا، اور جو نافرمانی کرے گا اس پر بادشاہ کو سخت کروں گا پس تم بادشاہوں کو گالی نہ دیا کرو۔ اور جو بادشاہ تم پر سب سے بڑھ کر مہربان ہے اس کے سامنے توبہ کرو۔

عبد الملک بن مروان اپنی رعیت سے کہا کرتے تھے، تم لوگ بھی تو انصاف کرو، ہم سے تو تم درخواست کرتے ہو کہ ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت تم میں برتیں اور خود ان کی رعیت کی طرح نہیں بنتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب میں سے ہر ایک کی دوسرے کے معاملے میں امداد کرے (آمین)۔

روایت ہے جب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے سپرد خلافت ہوئی تو آپ روئے اور اپنی عورتوں اور لونڈیوں کو اختیار دے دیا کہ میرے ذمہ ایک ایسا کام لگا ہے جو مجھے تمہاری خبر گیری سے روکتا ہے۔ میں تمہاری خاطر اس وقت تک فارغ نہیں ہوں گا جب تک لوگ قیامت کے حساب و کتاب سے فارغ نہ ہو جائیں یہ سن کر آپ کے اہل خانہ روئے یہاں تک کہ ہمسایوں کو خیال ہوا کہ کوئی مر گیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ہم نے ایسے عالم دیکھے ہیں جو اپنے گھر ہی میں بیٹھنا پسند کرتے تھے لیکن آج کل کے عالم حاکموں کے وزیر ہیں اور ظالموں کے دربان۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بادشاہ جب ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی سلطنت میں خلل ڈال دیتا ہے، یہاں تک کہ بازاروں، پیداواروں، زراعت، باغات وغیرہ میں کمی آ جاتی ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو ظالم سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، یا مجلس میں جگہ دے، یا اس کی دی ہوئی چیز لے لے تو اس نے اسلام کا کنڈہ توڑ دیا اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔ کنڈہ توڑنے سے مراد اس جگہ قواعد سلف کی مخالفت ہے، طاؤس رحمہ اللہ اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمانے لگے، حاکموں کے ظلم اور رعیت کی تباہ کاری اور سنت کے جاتے رہنے کے باعث میں نے یہ بات اختیار کی ہے جو حق کے قائم کرنے میں غلام اور اپنے بیٹے میں فرق کرے وہ ظالم ہے۔

ابو العالیہ ایک دفعہ رشید کے پاس آئے اور ان سے فرمانے لگے مظلوموں کی بد دعا سے خوف کرو کیونکہ ان کی دعا رد نہیں ہوتی اگرچہ فاسق و فاجر و گناہگار ہی ہو۔ اور ایک روایت میں ہے، اگرچہ کافر ہو۔ سوائے بھائی! تو اپنے جی میں غور کر اور دیکھ کیا تو نے گوشہ نشینی کی حالت میں اپنی رعیت اور پڑوسی کا حق ادا کیا یا نہیں، یعنی اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں خرچ کیا اور گناہوں سے روک لیا اپنی جان اور اعضاء کی حق تلفی کی، کیونکہ ہر صاحب رعیت سے اس کی رعیت کی نسبت سے سوال ہوگا

بقیہ صفحہ ۲۲ پر

ایصال ثواب کی ایک آسان صورت

حافظ تنویر احمد
جامعہ شرعیہ فیصل آباد

علامہ سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح الصدور میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ قبرستان سے گذرے تو ان کو کشف ہوا۔ یعنی قبرستان والوں کی حالت ان پر ظاہر ہوئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قبرستان میں بہت ساری کھلیں (مکئی جب بھونتے ہیں تو کھلیں بن جاتی ہیں) بکھری ہوئی ہیں۔ اور مردے ان کو چن رہے ہیں اور ایک آدمی کرسی پر بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھا ہے یہ بزرگ اس کرسی نشین سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے لوگ کیا چن رہے ہیں؟ اس کرسی نشین نے جواب دیا کہ دنیا میں جو مسلمان اپنے مردوں کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ دعا و استغفار کرتے ہیں وہ ساری کی ساری تقسیم ہو جاتی ہیں اور مردے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔

اس بزرگ نے اس کرسی نشین سے پوچھا کہ بھائی تم کیوں نہیں چن رہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں دولت مند ہوں اور یہ بیچارے فقیر ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں۔ بزرگ نے پوچھا کہ کیسے تم دولت مند ہو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ روزانہ ایک قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کرتا ہے۔ لہذا مجھے ان صدقات و خیرات کی کیا ضرورت ہے۔ میرا تو وظیفہ لگا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا کہ تمہارا بیٹا کہاں رہتا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ فلاں شہر میں اس کی دکان ہے۔ اور اس کا یہ نام ہے۔ تم اسے دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو سودا تول تول کر دے رہا ہوگا۔ مگر اس کی زبان ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہتی ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا اور اس دکان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک صاحب مسلسل قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے اور کسی سے بات نہیں کرتا جب کوئی شخص سودا مانگتا ہے تو وہ تول کر اسے دیدیتا ہے۔ میں نے قریب جا کر پوچھا کہ آپ کا یہ نام ہے۔ کہنے لگا جی ہاں میرا یہی نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میرا یہ نام ہے وہ بزرگ فرمانے لگے تمہارے والد نے بتایا ہے اور وہ کشف کا واقعہ ذکر فرمایا۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں حافظ قرآن ہوں اور روزانہ ایک قرآن پاک مکمل کرتا ہوں کچھ عرصہ بعد وہ بزرگ پھر اسی قبرستان سے گذرے اور وہی منظر سامنے آ گیا اب دیکھا کہ وہ کرسی نشین صاحب بھی دوسرے مردوں کے ساتھ کھلیں چننے میں مصروف ہے۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ اب آپ بھی ان مردوں کے ساتھ کھلیں چننے میں مصروف ہیں۔ وہ کرسی نشین کہنے لگا کہ میرا وظیفہ بند ہو گیا ہے اس لیے کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے۔

اس واقعہ سے حاصل یہ نکلا کہ ہمیں بھی اپنی اولاد کو حافظ قرآن اور عالم دین بنانا چاہیے تاکہ ہمارے لیے ایصال ثواب کا ذریعہ بنیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نیک اولاد انسان کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ والدین کی وفات کے بعد نیک اولاد ان کے لیے ایصال ثواب کرتی رہتی ہے اور والدین کی قبریں ٹھنڈی رہتی ہیں۔

بقیہ سلف صلحین کے اخلاق

اے دوست! امراء کے پاس جانے سے بچ اگرچہ تیرا جانا نصیحت کے لئے ہو کیونکہ نصیحت تجھ سے پوری نہیں ہوگی

فالحمد للہ رب العالمین۔

حق تعالیٰ شانہ ہمیں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں

(آمین ثم آمین)

محرم کی بدعات

مولانا سید عبد اللہ شیرازی صاحب

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے محرم کے مہینے کو رنج و غم کا مہینہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مہینے میں کربلا کا سانحہ پیش آیا تھا اس وجہ سے یہ مہینہ غم کا مہینہ ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ اس مہینے میں خوشی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور مختلف قسم کے سوگ مناتے ہیں مثلاً کالا لباس پہننا، عورتوں کا زیب و زینت اور بناؤ سنگھار چھوڑ دینا، میاں بیوی کے خصوصی تعلقات سے رکے رہنا، مرثیے پڑھنا، ماتم کرنا یہ سب ناجائز ہیں۔ اس سلسلے میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ مہینہ غم کا مہینہ نہیں ہے بلکہ یہ تو بہت محترم فضیلت اور عبادت والا مہینہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ غمی کا واقعہ پیش آنے سے وہ مہینہ یا دن غم کیلئے مخصوص نہیں ہو جاتا۔

محرم کے مہینے میں شادی نہ کرنا

لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ محرم کے مہینے میں اور خاص کر شروع کے (۱۰) دس دنوں میں شادی کرنا جائز نہیں اور محرم کے مہینے میں خوشی کی تقریب انجام دینے سے وہ کام منحوس ہو جاتا ہے اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی اور اس میں دیکھا دیکھی بہت سے لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں حالانکہ شریعت کی نظر میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں نکاح سے منع کیا گیا ہو اور محرم کا مہینہ تو بڑا بابرکت مہینہ ہے تو اس مہینہ میں عبادت کا اہتمام دوسرے مہینوں سے زیادہ ضروری ہے اور نکاح بھی ایک عبادت ہے بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح مالک حقیقی سے قریب کرنے اور تقوے کا اعلیٰ مرتبہ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر سبیل لگانا

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے محرم کے دنوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیلیں لگانے اور کھانا پکانے کی بڑی پابندی کرتے ہیں اس پر خوب محنت اور پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر و نیاز کے عنوان سے اس کیلئے چندہ جمع کرتے ہیں اور اس کو کار ثواب خیال کرتے ہیں جبکہ اس میں کئی گناہ اور خرابیاں پائی جاتی ہیں یہ رسم بھی ناجائز ہے۔

• محرم کو قبر پر کی جانے والی بدعتیں

بہت سے لوگ اور خواتین •محرم کو قبرستان جانے کا اہتمام کرتے ہیں قبروں پر پانی چھڑکتے ہیں، مٹی گارے سے قبر کی لپائی کرتے ہیں قبروں کو اس دن پختہ کراتے ہیں، ان پر اگربتیاں لگاتے ہیں اور چادریں ڈالتے اور پھول چڑھاتے ہیں جبکہ قبرستان جانا اور مٹی گارے سے اس کو لیپ دینا جائز ہے لیکن ان کاموں کیلئے •محرم ہی کو خاص کرنا خواہ ضرورت بھی نہ ہو مگر لوگوں کی دیکھا دیکھی دس محرم کو یہ کام کرنا اور بذات خود ان کاموں کے کرنے ہی کو مقصود سمجھنا بدعت ہے اور گناہ بھی ہے۔

ماتم اور نوحہ

شریعت مطہرہ میں مصیبت اور غم کے موقع پر آنسو بہہ جانے اور اعتدال کے اندر رونے میں کوئی حرج نہیں لیکن بے صبری کا مظاہرہ کرنا، نوحہ کرنا یعنی بیان کر کے رونا جیسا کہ محرم کے ماتم اور مرثیوں میں ہوتا ہے سخت گناہ کا باعث ہے۔ شرعی حدود میں جو رنج و غم ہوتا ہے اس میں نوحہ ہے نہ شور مچانا اور نہ چلا چلا کر رونا نہ کپڑے پھاڑنا نہ گریبان چاک کرنا نہ بال نوچنا نہ سینہ کوبی کرنا اور نہ زانوں اور منہ پر طمانچے مارنا نہ زنجیر زنی کرنا اور نہ آگ پر چلنا اور نہ اجتماع کے ساتھ جزع و فزع کرنا اور نہ ہی مرثیہ خوانی کرنا اور محرم کے ماتم میں شریعت کی حدود سے نکل کر یہ سب ناجائز کام ہوتے ہیں جبکہ ان

سب چیزوں میں گناہ اور حرام ہے اگر ماتم اور نوحہ کی اجازت ہوتی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کا دن نوحہ اور ماتم کا زیادہ مستحق تھا۔

تعزیہ ماتم کا جلوس دیکھنا اوران میں شرکت کرنا

کیونکہ ان مجلسوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ تعزیوں کے ساتھ شرکیہ حرکتیں کی جاتی ہیں جن سے ایمان ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ حضرات اہل بیت کی عورتوں کا ذکر بر سر بازار علی الاعلان گا گا کر کیا جاتا ہے کوئی منصف مزاج شریف الطبع انسان اپنے خاندان کی عورتوں کا اعلان اس طرح گلی کوچوں، بھری محفلوں اور بازاروں میں ہونا پسند نہیں کرتا پھر غور کیا جائے حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسی غیور شخصیت اس کو پسند فرمائے گی کہ ان کے خاندان کی ان مطہرات کا ذکر اس طرح بازاروں میں کیا جائے جن کے پاکیزہ دامن پر غیر کی نگاہ کا گزرنا خدا تعالیٰ کو بھی گوارہ نہیں۔ اگر دیکھنے اور شریک ہونے والے حضرات باز آجائیں تو ان کا اہتمام ہی ختم ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ ان کو دیکھنے والے ان خرافات کا اہم ذریعہ اور واسطہ ہیں اور گناہ کا ذریعہ بننا بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات اور خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

اب بھی ہے کیا کوئی کسر ذلت افتقار میں
اب تو عجیب حال ہے جو ہے گناہ حلال ہے
عیب بھی اب کمال ہے گردش روزگار میں
کیسا یہ انقلاب ہے دیکھ کے دل کباب ہے
کہتے ہیں اب ثواب ہے سود میں اور قمار میں
دُنیا لگے کا ہے ۔ دین نظر میں خار ہے
یہی اگر بہار ہے آگ لگے بہار میں
وقت عمل کب آئے گا ہم ہیں کس انتظار میں

از : اُم نور

اللہ کی محبوبیت کے دو دروازے

امام غزالی رحمہ اللہ کے استاد علامہ اسفرائینی نے طواف کعبہ کے سات چکروں کے بعد دعا کی کہ اے اللہ! مجھے معصوم کر دیجئے کہ کبھی مجھ سے گناہ سرزد نہ ہو آپ نے تیس برس تک یہ دعا مانگی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ آپ ایک دن طواف کر رہے تھے کہ کعبہ سے آواز آئی کہ اے اسفرائینی استاد غزالی! تو یہ کیوں چاہتا ہے کہ مجھ سے کوئی خطا سرزد نہ ہو۔ میری محبوبیت کے دو دروازے ہیں:

(۱) اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ
”میں متقی بندوں کو محبوب رکھتا ہوں“۔
(۲) اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ.
”میں توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہوں“

تو جب میں نے اپنی محبوبیت کے دو دروازے بنائے ہیں تو تو ایک ہی دروازہ سے کیوں آنا چاہتا ہے؟ اگر تو تقویٰ کے دروازے سے نہیں آسکتا تو توبہ کے دروازے سے آجا۔ یعنی خطا کرو تو نہیں اگر خطا ہو جائے تو دو رکعت توبہ کی پڑھ کر رونا شروع کر دو اتنا قرب بڑھے گا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ ندامت اور توبہ سے وہ قرب ملتا ہے کہ فرشتوں کو بھی وہ قرب نصیب نہیں ہوتا کیونکہ فرشتوں کو قرب عبادت حاصل ہے لیکن انسانوں میں اولیاء اللہ کو دو قرب حاصل ہوتے ہیں: (۱) قرب عبادت (۲) قرب ندامت۔ جیسے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

(انتخاب از مواعظ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

ضیاء الرحمٰن متعلم درجہ رابعہ جامعہ عبداللہ بن عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ،امابعد

قرض کا نفع: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ جو قرض کوئی نفع پیدا کرے وہ سود ہے۔

قوم کی تباہی: انہی سے مزید روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے تو ان میں سود کا کاروبار پھیل جاتا ہے۔

خوف خدا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نوے فیصد حلال کو سود کے خطرہ کی وجہ سے سے چھوڑ رکھا ہے

ہدیہ واپس: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کسی کو قرض دو پھر وہ تمہیں ہدیہ دے تو اپنا قرض پورا لیا کرو اور ہدیہ واپس کر دیا کرو۔

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو قرض دو تو اس سے گوشت کا ہدیہ یا عاریۃً (عارضی طور پر) سواری نہ لیا کرو۔

محمد بن سیرین فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنے باغ کا پھل بطور ہدیہ بھیجا تو حضرت نے واپس کر دیا۔

بعض روایات میں اس کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم قرض دیئے تھے خطرہ ہوا کہ کہیں یہ ہدیہ اس قرض کے عوض نہ ہو۔

پھر حضرت ابی بن کعب کی یقین دہانی پر اور دیگر معاملات پر نظر ثانی کرتے ہوئے قبول کر لیا۔ یہ صورت ممنوع قرض میں نہیں ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قبول ہدیہ کا اصرار کرنے کے باوجود حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا خود بھی فتویٰ یہی ہے کہ جس شخص کے ذمہ اپنا قرض ہو اس سے ہدیہ قبول کرنا درست نہیں۔

قرض کا ایک اہم مسئلہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ کسی کے ذمہ کسی کا قرض ہو اور وہ مقررہ وقت سے پہلے یہ کہے کہ اگر آپ میری رقم نقد دیدیں تو میں آپ کو اتنی رقم چھوڑ دوں گا۔ یہ جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔ سود تو اس میں ہے کہ کوئی شخص قرض مزید مہلت مانگے کہ اتنی رقم بڑھا دوں گا مجھے مہلت دیدو۔ الٰہی اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے سود اور نقصان سے محفوظ فرمادیں آمین ثم آمین

بقیہ میاں بیوی کے حقوق

(۱) ”اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور دور جاہلیت کی طرح زینت کا اظہار نہ کریں“ یعنی پردہ کی پابندی کریں۔

(۲) نماز قائم کریں۔

(۳) زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی فرمانبرداری کرتی رہیں۔

(۵) ایک اور آیت میں پانچویں فرض کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (الاحزاب:۳۴) ”کہ اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے تذکرہ کا اہتمام کریں“۔

قرآن پاک میں نکاح کی ترغیب اور فوائد نکاح

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً. وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ. اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا. (النساء:۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول میں) اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے اور ڈرو اس خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت پوری کرنے کا ذریعہ بناتے ہو اور ارحام (قطع محبت) سے بچو بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے

وقال سبحانہ: ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا فَلَمَّا تَغَشّٰھَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ. فَلَمَّا اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّھُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ. (سورۃ اعراف:۱۸۹)

فرمان الٰہی ہے: اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے سو جب وہ اس کے پاس جاتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ چلتی پھرتی ہے پھر جب کچھ بوجھ معلوم کرتی ہے (یعنی بچہ بڑا ہوتا ہے) تو دونوں میاں بیوی اپنے پروردگار خدائے عزوجل سے التجاء کرتے ہیں کہ اگر تو ہمیں صحیح وسالم بچہ دے گا تو ہم تیرے شکرگزار رہوں گے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً. وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ. (سورۃ رعد:۳۸)

اور (اے محمد) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیبیاں اور اولاد بھی دی تھی اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے ہر (حکم) فیصلہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ. (سورۃ نحل:۷۲)

اور خدا ہی نے تم میں سے تمہارے لئے عورتیں پیدا کیں اور عورتوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ چیزیں دیں تو کیا (وہ پھر بھی) بے اصل چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (سورۃ روم:۲۱)

اور اسی کی نشانیوں (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت ومہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ.

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ. ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ. (سورۂ زمر:٦)

اسی نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لئے چارپایوں میں سے آٹھ جوڑے بنائے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں (پہلے) ایک طرح پھر دوسری طرح تین اندھیروں میں بناتا ہے یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔

شادی مالداری کا سبب

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورۂ نور:٣٢)

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور باندیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس (غریب) ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوش حال کر دے گا اور خدا (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔

جو شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو (غربت کی وجہ سے) اس کا حکم

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا. وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ. وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ نور:٣٣)

اور جن کو نکاح کی قدرت (طاقت) نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے اور جو غلام تم سے مکاتبت (مال دے کر چھٹکارا) چاہیں اگر تم ان میں صلاحیت اور نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو اور خدا نے جو تم کو مال بخشا ہے اس سے ان کو بھی دو اور اپنی اپنی باندیوں کو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہیں (یا نہ چاہیں) تو (بے شرمی سے) دنیوی فوائد کے لئے ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو ان کو مجبور کرے گا (ان بیچاریوں کیلئے) ان کے مجبور کئے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے

باوجود قدرت نہ ہونے کے ترک نکاح جائز نہیں

جو شخص نکاح اور اس کے اخراجات پر قدرت رکھتا ہو اس کے لئے شادی نہ کرنا جائز نہیں فرمان باری ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (سورۂ مائدہ:٨٧)

اے مومنو! اللہ نے جو چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

چار شادیوں کی اجازت

خدائے رحیم و مہربان نے چار تک شادیوں کی اجازت مرحمت فرمائی اس شرط کے ساتھ کہ رہائش، روٹی کپڑے میں سب کے ساتھ مساوات رکھے اور ان کو نباہ سکے۔

فرمایا: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا.

اور اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار سے نکاح کر لو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں کے ساتھ) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا باندی جس کے تم مالک ہو اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔

شادی احادیث کی روشنی میں

تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمے ہے: (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (۲) وہ غلام جو مال دیکر مالک سے چھٹکارا چاہتا ہو۔ (۳) وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی اور عفت کا خیال رکھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے (بڑھ کر کوئی چیز) نہیں دیکھی گئی۔

امثال کتاب میں ہے کہ اجنبیوں سے شادی کرو نہ کہ قریبی عورتوں سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اپنے نطفے کیلئے اچھی عورتیں تلاش کرو اور ہم مثل سے شادی کرو۔

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شادی بغیر دیکھے (اور غور و فکر کے) ہو اس کا انجام رنج و غم ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے بشر بن حارث، ابو نصر مروزی کے متعلق فرمایا اگر بشر شادی کرے تو اس کا کام پورا (اور آسان) ہو جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

خوب بچے جنم دینے والی اور ٹوٹ کر محبت کرنے والی سے شادی کرو (کیونکہ) قیامت کے روز میں تمہاری کثرت کی وجہ سے انبیاء پر فخر کروں گا۔

عبادت کی تکمیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کسی عبادت کرنے والے کی عبادت پوری نہیں ہوتی جب تک وہ شادی نہ کر لے۔

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کسی عورت سے شادی فرمائی تو اس عورت کی خدمت میں آپ نے سو باندیاں اور ہر باندی کے ساتھ ہزار ہزار درہم بھیجے۔

باندی سے حاجت پوری کرنے کی نسبت آزاد عورت سے شادی کی کسی قدر اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

جب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کسی غیر کنواری عورت سے شادی فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: کسی کنواری سے شادی کرتے تو تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے کرتی۔

امثال کتاب میں ہے کہ کنواری سے نکاح کرنا بہتر ہے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کسی وادی (چراگاہ) میں اترتے اور اس میں کچھ درخت ایسے ہوتے جن سے جانوروں نے چرا ہے اور کچھ ایسے جن سے نہیں چرا تو آپ اپنے اونٹ کو کس سے چراتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن سے نہیں چرا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری سے شادی نہیں فرمائی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تم میں سے جو شادی کی اہلیت رکھتا ہو اس کو شادی کر لینی چاہیئے کیونکہ یہ نگاہوں کو نیچی رکھنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی چیز ہے اور جو اس کی طاقت و اہلیت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے اس کے لئے یہ عفت (پاکدامنی) کا ذریعہ ہے۔

شادی کس سے کریں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے اخلاق اور دین سے تم راضی ہو تو تم اس کی شادی کرا دیا کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے شادی کرو (کیونکہ) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا اور عیسائیوں کے راہبوں کی طرح (دنیا چھوڑ کر ایک طرف چلے جانے والے) نہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

تمہاری دنیا میں سے مجھ کو عورت اور خوشبو محبوب ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تین چیزوں کے اندر تاخیر نہ کرو

(۱) نماز جب اس کا وقت آ جائے۔ (۲) قرض جب اس کے ادا کرنے کا بندوبست ہو جائے۔ (۲) بے نکاح عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے۔

امثال کتاب میں ہے کہ نکاح غلط صحبتوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

ایک اعرابی کا مقولہ ہے: شادی ایک مہینے کی خوشی، اور زمانے بھر کا غم، اور مہر کا بوجھ، اور کمر کو توڑتا ہے (ازراہ مذاق)۔

شادی نہ کرنے کی ممانعت (یعنی شادی کرنا ضروری ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی سے رکنے اور دور رہنے کو منع فرمایا ہے اسی بارے میں مروی ہے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو شادی سے بچنے سے منع فرمایا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس معاملے میں (رکے رہنے) کی اجازت مرحمت فرما دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے ایک نیک عورت کی توفیق عطا فرمائی تو بے شک اللہ نے اس کے نصف ایمان (مکمل ہونے) میں مدد فرمائی اور باقی نصف اس کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

صحابی کا زبردست عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میری زندگی کے صرف دس دن باقی رہ جائیں اور مجھے یقین ہو جائے کہ انہی دس دنوں کے آخر تک میری وفات ہو جائے گی اور مجھ کو شادی کرنے کی قدرت ہو تو پھر بھی فتنے (گناہ) میں ملوث ہو جانے کے خوف سے میں شادی ضرور کروں گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اللہ کی اطاعت کرو اس چیز میں (بھی) جس کا اللہ نے تم کو نکاح کے متعلق حکم دیا تو پھر اللہ تم سے اپنے مالداری کے وعدے کو پورا فرما دے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اپنے کنبے کو بڑھاؤ شاید تم کو کسی کی بدولت رزق ملتا ہو۔

خواتین کا علم و عمل

خواتین کی آخرت کی ترقی کا راز

یکے از مضامین
حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین.

عورت بہت جلد اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کیسے بن سکتی ہے؟

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ جب تم میں کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور اس کا شوہر راضی ہو تو صائمہ اور قائمہ کا ثواب ملتا ہے۔ جب درد زہ ہوتا ہے تو اس کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان اس قدر اس کے لئے رکھا گیا ہے کہ آسمان زمین والوں کو خبر نہیں جب بچہ دودھ پیتا ہے تو ہر گھونٹ پر نیکی ملتی ہے۔ اگر بچہ کی وجہ سے رات کو جاگنا پڑے تو ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور فرمایا وہ عورتیں مراد ہیں جو شوہر کی اطاعت گزار ہوں۔

﴿۲﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب عورت بقدر اجازت و مقدار مناسب شوہر کے مال سے خیرات کرے تو اس کو بھی اور اس کے شوہر کو بھی پورا پورا ثواب ملتا ہے۔

﴿۳﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں تمہارا جہاد حج ہے۔

﴿۴﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر نہ جہاد ہے نہ جمعہ نہ جنازہ (گھر بیٹھے ثواب)

﴿۵﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو وہ عورت پسند ہے جو شوہر کے ساتھ تو محبت کرے اور غیر مرد سے حفاظت کرے۔

﴿۶﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا مردوں پر جہاد ہے اور عورتوں پر رشک (کا ثواب) لکھا ہے مثلاً مرد نے دوسرا نکاح کر لیا جو عورت ایمان اور ثواب سمجھ کر اس رشک پر صبر کرے اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

﴿۷﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنی بی بی کو راحت پہنچانے پر تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

﴿۸﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کو دیکھے تو اس کو خوش کر دے جب حکم دے اطاعت کرے اور جان و مال سے اس کو ناراض نہ کرے

﴿۹﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمت فرمادے شلوار پہنے والی عورت پر۔ (کیونکہ اس میں پردہ اور ستر بہتر ہوتے ہیں)

﴿۱۰﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کے برابر ہے اور نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیاء اللہ کی عبادت کے برابر ہے۔

﴿۱۱﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا عورت کا اپنے گھر کا کام کرنا جہاد کے رتبہ کو پہنچاتا ہے

﴿۱۲﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت

ہے جو اپنی آبرو کے بارہ میں پارسا ہو اور اپنے خاوند پر عاشق ہو۔

﴿۱۳﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اسماء بنت یزید انصاریہ کو کہ تو واپس جا کر عورتوں کو خبر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگھار کرنا یا حقِ شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کا جویاں (متلاشی) رہنا اور شوہر کی مرضی کے مطابق اتباع کرنے سے مردوں کے جمعہ، جماعت، عیادتِ مریض، حضور جنازہ، حج وعمرہ اور حفاظت سرحد اسلامی کرنے کے برابر ثواب ملے گا لہٰذا یہ خیال نہ کرو کہ اس وجہ سے مرد فوقیت لے گئے۔

﴿۱۴﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنی حالت حمل سے لے کر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک فضیلت اور ثواب میں ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگہبانی کرنے والا مجاہد جو ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور اگر ایسی درمیان میں فوت ہو جائے تو شہید کا ثواب ملے گا۔

﴿۱۵﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دے دی جب دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر (شاباش کے ساتھ) مارتا ہے اور کہتا ہے کہ پچھلے سارے گناہ صغیرہ معاف آگے نئے سرے سے اگر ہوں جائیں اور بات ہے۔

﴿۱۶﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بیبیو یاد رکھو کہ تم میں جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جاویں گی سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر اور ان کے ساتھ خادم ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

﴿۱۷﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ اپنے گھر والوں پر وسعت سے خرچ کیا کرو۔

﴿۱۸﴾ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب مومن ہیں مگر ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔ (کنز العمال)

فیشن کی شناخت

مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آجکل معاشرہ میں یہ چیز زیادہ مقبول ہو رہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس اور لڑکیوں کو لڑکوں کا لباس پہنائے جاتے ہیں اور نوجوان مرد و عورت اس سیلاب کے بہاؤں میں بہہ رہے ہیں، یہ طرز بھی یورپ اور امریکا کے نابکاروں سے شروع ہوا ہے، ان کے نزدیک یہ فیشن اور فخر کی چیز ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ دعوت تھی، مرد اور عورت ایک ہی جگہ موجود تھے، ایک نوعمر کو دیکھا گیا کہ رواج کے مطابق میز پر کھانا لگا رہا ہے، کسی کی زبان سے یہ نکل گیا کہ "لڑکا بڑا ہونہار ہے سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے" اس پر پیچھے سے آواز آئی کہ "میاں کیا فرما رہے ہیں، یہ لڑکا نہیں، میری لڑکی ہے" ان صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک نظر ڈال کر کہا "معاف کیجئے، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اس کی والدہ ہیں" اس نے فوراً جواب دیا کہ "میاں! آپ صحیح دیکھا کیجئے میں والدہ نہیں، اس کا والد ہوں"

ماخوذ از ترقی: ص ۵۲

از مفتی عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ

ایک بچی کا قیمتی جواب

مصنف جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

ابوالعباس مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار شہر بصرہ میں دریا کے ساحل پر ایک شکاری کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک چھوٹی بچی بھی تھی وہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر اپنی بچی کے حوالے کر رہا تھا تاکہ وہ ان مچھلیوں کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ کافی دیر کے بعد وہ شکاری اپنی بچی کے پاس آیا اس کا خیال تھا کہ میں نے کافی مچھلیاں پکڑلی ہیں مگر اسے حیرت ہوئی کہ وہاں ایک مچھلی بھی موجود نہ تھی۔ اس نے بچی سے پوچھا کہ مچھلیاں کہاں گئیں؟ بچی نے بڑا قیمتی جواب دیا کہنے لگی اے ابا جان! میں نے آپ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی تھی کہ لَا تَقَعُ سَمَكَةٌ فِيْ شَبَكَةٍ اِلَّا اِذَا غَفَلَتْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تعالیٰ۔ ”جال میں وہ مچھلی گرفتار ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے“۔ لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل مچھلیوں کا گوشت کھائیں چنانچہ میں ان مچھلیوں کو دریا میں واپس پھینکتی رہی یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور جال اور ڈور کو پھینک دیا (اور ذکر اللہ و عبادت کا مشغلہ اختیار کیا)۔

حضرات کرام! اللہ تعالیٰ کے قرب میں جو عزت ہے وہ اور کہیں نہیں مل سکتی۔ ہر قسم کی عزت و عظمت، ترقی، خوشیوں کے اسباب، رزق کے ذرائع اور مال اللہ عزوجل کے قبضے میں ہیں۔ عربی کے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

لَقَدْ ضَيَّعْتَ حَظَّكَ مِنْ وِصَالِيْ
وَبِعْتَ بِاَبْخَسِ الْاَثْمَانِ كَنْزًا
فَكَيْفَ رَضِيْتَ يَا هٰذَا بِلُؤْنِيْ
وَقُرْبُكَ مِنْ جَنَابِيْ كَانَ عِزًّا
سَتَعْرِفُنِيْ اِذَا جَرَّبْتَ غَيْرِيْ
وَتَعْلَمُ اَنَّنِيْ لَكَ كُنْتُ حِرْزًا

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (۱) اے بندے! افسوس۔۔۔ تو نے میرے قرب میں سے اپنا حصہ ضائع کر دیا اور چند روپے کے بدلے تو نے بڑا خزانہ بیچ ڈالا۔ (۲) اے مُحِبّ! میرے سوا کسی غیر کے قرب پر تو کیسے راضی ہوا جبکہ میری ذات کا قرب ہی تیرے لئے بڑی عزت کا باعث تھا۔ (۳) اے مُحِبّ! میری قدر تجھے اس وقت معلوم ہوگی جب میرے سوا کسی غیر کو آزمائے گا۔ اس وقت تجھے پتہ چل جائے گا کہ میں تیرے لئے سرمایۂ افتخار تھا۔

اللہ اور رسول اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مسلمانوں کو کسی اور چیز سے ترقی و عزت و خوشی نہیں مل سکتی۔

مسلمانو! بتاؤ تو تمہیں اپنی خبر کچھ ہے
تمہارے کیا مدارج رہ گئے اس پر نظر کچھ ہے
اگر کچھ ہے تو سوچو دل میں بھی اس کا اثر کچھ ہے
حریفوں کی تعلّی باعث سوز جگر کچھ ہے
تمہیں معلوم ہے کچھ رہ گئے ہو کیا سے کیا ہو کر
کدھر آ نکلے ہو راہ ترقی سے جدا ہو کر

(ماخوذ از ترغیب المسلمین)

اخبار الجامعة — جامعہ کے شب و روز — اخبار الجامعة

شاعر اسلام سید سلیمان گیلانی زید مجدہ کی جامعہ ہذہ میں آمد ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد آپ نے اپنے کلام سے طلباء کرام کو محظوظ کیا۔

درجہ کتب کی تعطیلات اس مدرسہ میں ۱۵ جنوری تا ۲۹ کی طے پائیں۔ درجہ حفظ ۱۸ تا ۲۹ کی طے پائیں۔

مؤرخہ 20 ذیقعدہ بمطابق ۲ جنوری بروز اتوار، بعد از نماز عصر تا مغرب بسلسلہ ماہانہ بیان حضرت مولٰنا **وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہم (استاذ الفنون جامعہ اشرفیہ لاہور و ناظم عمومی مجلس صیانۃ المسلمین** پاکستان و مدیر ماہنامہ الصیانۃ) کا بیان منعقد ہوا۔

قربانی کا ماشاء اللہ اس مرتبہ بھی انتظام رہا۔ حق تعالیٰ نے اچھے طریقہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اللھم لک الحمد ولک الشکر

مدرسہ کی مزید لیٹسٹ کمپیوٹر سمیت دیگر ضروریات

عملہ کے لئے چار مکانات، ٹیوب ویل کے لئے ایک بڑی ٹینکی کی تعمیر (جو تقریباً دس ہزار گیلن پر مشتمل ہو)، ایک عدد سوزوکی کیری (ڈبہ)، ایک عدد موٹر سائیکل اگر میسر ہو جائیں تو ان شاء اللہ مدرسہ کی ترقی کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوں گی

مدیر ماہنامہ علم و عمل کی کتب کا مختصر تعارف (قارئین کی خواہش پر)

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر تعارف		طابع و ناشر
۱	ارشاد الطالبین شرح اردو زاد الطالبین	اور دیگر بہت سے اداروں سے چھپی ہوئی بازار سے مل جاتی ہے		قدیمی کتب خانہ کراچی
۲	ٹخنے ڈھانپنے کا عذاب:	یہ اپنے موضوع کی مدلل، باحوالہ منفرد کتاب ہے اور مختلف زبانوں میں اسکے ترجمے بفضل خدا ہو چکے ہیں		مکتبہ مکیہ، لاہور
۳	جنت کے دلکش نظارے اور جہنم کے دہکتے انگارے:	عربی اردو کا مجموعہ جس میں جنت کا قرآن و حدیث کی روشنی میں نقشہ		مکتبہ مکیہ، لاہور
۴	کبیرہ گناہ:	جو پہلے بڑے گناہوں کا تحقیقی جائزہ کے نام سے چھپی تھی اس میں ۷۶ کبیرہ گناہ مدلل موجود ہیں جن سے ہمیں بچنا چاہئے۔		مکتبہ مکیہ، لاہور
۵	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیرت انگیز بارش:	اس کا نام اس کے حقائق واضح کر رہا ہے۔	ہمارے	ادارہ تالیفات اشرفیہ
۶	دلچسپ اہم دینی مسائل:	جس میں چند باریک مسائل کی نشاندہی شامل ہے۔	ہاں بھی	مکتبہ مکیہ، لاہور
۷	اسلامی عقائد:	مختصر سا معلوماتی رسالہ ہے جس میں عقائد کی فہرست درج ہے۔	دستیاب	مکتبہ مکیہ، لاہور
۸	ملفوظات خلفائے اربعہ:	سب سے پیارے چار صحابہ کے ارشادات	ہے	مکتبہ مکیہ، لاہور
۹	نصاب الاطفال:	بچوں کے نصاب کیلئے بہترین کتاب ہے۔		
۱۰	نماز با جماعت ضروری کیوں ہے؟	اس میں جماعت کی تاکید، فضیلت اور چھوڑنے پر وعید ہے		
۱۱	عمل کرنے کی چند باتیں	(شب و روز کے اعمال)		آخری چار کتب
۱۲	خزینۃ العلم	اس میں ۱۱ - دلچسپ ابواب میں انوکھی باتیں مذکور ہیں۔		کا طبع ثانی کے

ماہنامہ علم وعمل
رجسٹرڈ نمبر 244
حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جس نے نکاح (شادی) کیا اس کو آدھی عبادت (یعنی جو وہ بغیر نکاح کے پوری زندگی میں کرتا) کا اجر دیا گیا (ابویعلی)
تین چیزوں کے اندر تاخیر نہ کرو
١ نماز جب اس کا وقت آجائے
٢ قرض جب اس کے ادا کرنے کا بندوبست ہو جائے
٣ بے نکاح عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے۔
جو تم نے اپنی بیویوں کو کھلایا وہ تمہارے لئے (مثل) صدقہ کے ہے
(مسند احمد والطبرانی)
بیوہ کا نکاح کرا دینا عین شریعت کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی عیب یا شرم نہیں
محرم کے روزے کی فضیلت
حدیث جو شخص ۹ ذی الحجہ کے روزہ رکھے تو اس کے دو سال کے گناہ معاف ہوں گے ایک سال کے اگلے ایک سال کے پچھلے اور جو عاشوراء کا روزہ رکھے اس کے صرف پہلے سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ (ترغیب)
فائدہ
حدیث میں اسی طرح آیا کہ جب دسویں محرم کو روزہ رکھنا ہو تو نویں محرم یا گیارہوں محرم کے روزے کو بھی ساتھ ملانا چاہیے تا کہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو وہ صرف دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے۔
ماہ محرم برکتوں والا مہینہ ہے اگر ہو سکے تو اس میں شادی بیاہ کا سلسلہ ۱۰ محرم کو رکھنا چاہیے۔ یا کم از کم محرم یا صفر والے مہینے ہونے کی وجہ سے شادی میں تاخیر نہ کرنی چاہیے
ماہ محرم کی بدعات صفحہ نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔
قارئین کرام اور امت مسلمہ کو نیا اسلامی سال ۱۴۲۶ھ مبارک ہو
عاشوراء کا روزہ مستحب ہے
دس محرم اہل وعیال پر وسعت
حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عاشوراء (دس محرم کے دن) اہل وعیال پر وسعت کرے گا حق تعالی اس کو سارے سال فراخ روزی عطا فرماتے ہیں۔ (بیہقی)
راوی حدیث سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ ہم نے تجربہ کیا تو اس کو درست پایا مگر اس کو ضروری نہ سمجھے اور نہ حد سے زیادہ اس کا اہتمام کرے بلکہ گنجائش کے مطابق وسعت کرے۔
سب سے ستا رسالہ
آپ اسی ماہنامہ "علم وعمل" کو پائیں گے ابھی غیر معینہ مدت تک اس کی قیمت بڑھانے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کو خود بھی لگوائیں دوسروں تک بھی پہنچائیں تا کہ اعمال نامہ میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا رہے۔
بسنت کیا ہے؟ ایک گستاخ رسول بت پرست کی ایجاد کردہ رسم ہے
گستاخ رسول کی نقالی ہے ○ ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے ○ اسراف مال ہے
آلہ علم (کاغذ) کی توہین ہے۔ ○ کئی قیمتی جانوں کے ضیاع کا خطرہ ہے
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروزپور روڈ فون: 042-5272270 042-5272280
(سوا گجومتہ) نزد کاہنہ نو- لاہور موبائل: 0300-4138738
http:www.hadaaya.com